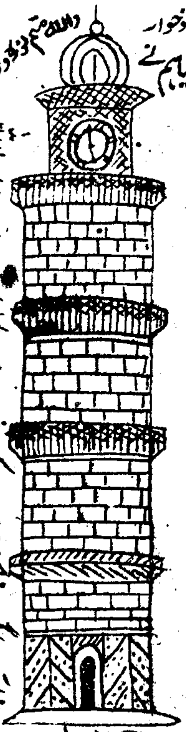
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم (الکادی القریۃ)

نور دکھلا کے تیرا سبکو کیا ملزم و خوار
سبکا دل آتش سوزان میں جلایا ہم نے



مینارۃ المسیح

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۵ | قادیان دار الامان ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء یوم پنجشنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی مین — ص ۱
خلوت و جلوت — ص ۲
سید علی حائری لاہوری شیعہ کا وسیلۃ المبتلا — ص ۳ و ۴
ملفوظات طیبات امام الزمان — ص ۵ و ۶ و ۷
مختصر نوٹ اور نکات — ص ۷ و ۸
یسوع ناصری — ص ۹ و ۱۰
قصیدہ — ص ۱۰ تا ۱۲
مذہبی دنیا — ص ۱۲
تثلیث اور توحید — ص ۱۳
ایضاً
ایضاً — ۱۴ و ۱۵ و ۱۶
ایضاً

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی مین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین مین ایک تجویز پیش کرنی چاہتا ہون جس سے امید کیجاتی ہے کہ الحکم کی تبلیغ کا میدان وسیع ہو جاوے اور وہ یہ ہے کہ اسقدر مدت کیلئے جو دفتر مذکور کی تعمیر مین لگی اخبار الحکم جدید خریداروں کو **چار روپے سالانہ قیمت پر دیا جاوے** پس ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک جسقدر جدید خریدار ہونگے ان سے الحکم کی قیمت ایک سال کیلئے صرف چار روپے لی جاوے گی ✤

اور پرانے خریداروں سے یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ انوار احمدیہ پریس کی کل طبع شدہ کتابین جو مطبع کی ملکیت ہین وہ ایک ان دو مہینوں کے اندر **نصف** قیمت پر خرید سکین گے۔ خواہ ایک نسخہ خریدین یا ایک سے زیادہ

جدید خریداران کے علاوہ اور کوئی شخص نصف قیمت پر ان کتابونکو لینے کا حقدار نہوگا جدید الطبع کتابین جو اس مہینے مین طبع ہون اس رعایت سے مستثنیٰ ہین اس کے بعد یہ رعایت نرہیگی

ایڈیٹر الحکم قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

خلوت اور جلوت

عیسائی مذہب مین خلوت زیادہ تھی اور موسوی مذہب مین **جلوت** اسلام چونکہ ان دونون کا جامع تھا اس لئے دست بکار دل بہ یار پر عمل کیا۔ جو قوت انسان مین ہو اُسے محل اور موقع پر استعمال کرو۔ اس کو تلف نہیں کرنا چاہئے اور جس قوت مین تحریک اور جوش نہ ہو۔ خواہ نخواہ اسے جوش مت دو۔ ایسی خلوت کہ نہ بیمارون کی عیادت کرے نہ تشریک جنائز ہوا ور بہت سی نیکیون اور خوبیون سے محروم کردے کسی حالت مین مفید اور نیکی کا کام نہیں ہوسکتی یاد رکھو نیکی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تجرید سے ملتی ہے اور دوسری قسم کی نیکی وہ ہے جو دوسرون کی شمولیت سے ملتی ہے جو تجرید ہی کو اختیار کرتا ہے وہ نیکی کے دوسرے حصے کو ضائع کرتا ہے۔ اس امت کا نام اللہ تعالے نے امتہ وسطاً رکھا کہ اس مین نہ افراط ہے نہ تفریط۔ پہلی اُمتین یا افراط پر تھیں یا تفریط پر۔ موسیٰ کی شریعت مین تشدد انتقام تھا اور عیسائیون مین عفو پر زور دیا گیا تھا اگر عفو نہ کرتے تو گنہگار ہوتے مگر اسلام نے دونون کو جمع کیا اور موقع اور محل شناسی کی تعلیم دی کہ سزا کا محل اور موقع ہو تو سزا دو اگر عفو کا موقع ہے جس سے اصلاح متصور ہے تو معاف کرو۔ اس تعلیم کے اختیار کرنے مین رحمت اور ہیئت دونون پائی جاتی ہین اور صفات الٰہی مین بھی یہی نمونہ ہے کبھی جلالی رنگ۔ کبھی جمالی رنگ دیکھ لو کبھی بارشین ہوتی ہین اور کبھی قحط اور امساک باران۔ انسان کامل کبھی نہیں ہوتا جب تک تخلقوا باخلاق اللہ پر اس کا عمل نہ ہو۔ پس جب ہم خدا تعالے کے صفات کو دیکھتے ہین تو وہ دونون قسم کے نظر آتے ہین ان مین سختی اور نرمی کا ظہور نظر آتا ہے اسی طرح سالک کو چاہئے کہ **خلوت اور جلوت کا جامع** ہو اور جلال و جمال کا مظہر۔

طلب العلم فریضۃ

حدیث مین لکھا ہے کہ طلب العلم فریضۃ اس مین سب امور آجاتے ہین جہالت ایک قسم کی موت ہے اس سے انسان تب ہی بچ سکتا ہے کہ سچے علوم کو حاصل کرے انبیاء علیہم السلام کے انکار کی بڑی بھاری وجہ جہالت اور عدم واقفیت ہے جو کچھ ہم اس وقت لیکر آئے ہین وہ اس زمانہ کی طبیعتون پر گران گزرتا ہے کوئی کافر کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ مین بھی یہی ہوا ہے اور اسی وجہ سے مین نے کہا ہے طلب العلم فریضۃ کیونکہ اس سے غفلت دور ہوتی ہے اور حقائق کی طرف توجہ ۔۔۔ جب غفلت انسانون مین آجاوے تو وہ انکار کو پیدا کرتی ہے ٭

اسی کی تائید میں

یاد رکھو لغزش ہمیشہ نادان کو آتی ہے شیطان کو جو لغزش آئی وہ علم کی وجہ سے نہیں بلکہ نادانی سے آئی اگر وہ علم مین کمال رکھتا تو لغزش نہ آتی قرآن شریف مین علم کی مذمت نہیں بلکہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ہے اور نیم ملان خطرہ ایمان مشہور مثل ہے پس میرے مخالفون کو علم نے ہلاک نہیں کیا بلکہ جہالت نے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا **قل رب زدنی علما** پس اگر علم کوئی معمولی اور چھوٹی سی چیز ہوتی تو یہ دعا آپ کو تعلیم نہ کی جاتی اور پھر فرمایا **من یوتی الحکمتہ فقد اوتی خیرا کثیرا** غرض ساری سعادتین علم صحیح کی تحصیل مین ہین یہ جسقدر لوگ نصرانی ہوگئے ہین وہ جہالت کے سبب ہوئے اگر علم کامل ہوتا تو انسان کو خدا نہ بناتے خدا تعالے فرماتا ہے کہ جہنمی کہین گے **لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر** یہ جو کہتے ہین العلم حجاب الاکبر یہ غلط ہے الجہل حجاب الاکبر۔ علم نور ہے وہ حجاب نہیں ہو سکتا بلکہ جہالت حجاب الاکبر ہے۔ خدا کا نام علیم ہے اور پھر قرآن مین آیا ہے **الرحمٰن علم القرآن** اسی لئے ملائکہ نے کہا۔ لا علم لنا الا ما علمتنا مختصر یہ کہ یاد رکھو ساری زہرین نادانی مین ہین جہالت سچ مچ ایک موت ہے تمام اطباء اور ڈاکٹر اور دوسرے لوگ جو غلطی کھاتے ہین وہ قصور علم کی وجہ سے کھاتے ہین۔ انبیاء علم لیکر آتے ہین جب دنیا مین ظلمت چھا جاتی ہے اور مخلوق شیطان ہوجاتی ہے اور خدا تعالے سے کوئی تعلق نہین رہتا اس وقت خدا تعالے اپنے بندون کو تجدید کے لئے بھیجتا ہے ٭

(از کلمات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

دنیا کی ہر پرستش کی چیز۔ سورج چاند وغیرہ انسان کے خادم ہین ان کو مخدوم بنانا جائز نہین ہے چہ جائیکہ خدا بنایا جاوے (حکیم الامتہ)

قرآن نے کیا کیا۔ پہلی ضرورت ہستی باری تعالے کی ہے اس کے دلائل دیئے۔ ملائکہ۔ تقدیر۔ رسالت کتابون کی ضرورت۔ ختم نبوۃ مر کر جی اُٹھنے پر بحث کی۔ جب ان ست چیزون پر ایمان کامل ہوجاوے

سید علی حایری لاہوری شیعہ کا وسیلۃ المبتلا

حضرۃ حجۃ اللہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح موعود و امام المنتظر نے رسالہ دافع البلاء مین یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ مین حسین سے بڑہکر ہون اسپر لاہوری شیعہ علی حائری نے وسیلۃ المبتلا نام ایک رسالہ شایع کیا اُسکا جواب پشاور کے ایک شیعہ صاحب نے شایع کیا ہے جسکو ناظرین کے دلچسپی کے لئے ہم ذیل مین درج کرتے ہین

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آج یہ رسالہ **وسیلۃ المبتلا** میری نظر سے گذرا ہر چند مین نے اپنے تئین ضبط کیا اور دلکو سمجہایا کہ ایسے معاملات مین کیون دخل دیتے ہو مگر دل قابو سے نکل گیا اور یہ خیال کیا کہ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے علماء امامیہ کیسے بودے خیال کے ہین وہ عقل خدا داد سے کام نہین لیتے اپنے علم اور شرافت کا کوئی کرشمہ نہین دکھلاتے۔

کیا ایک ایسے مدعی امامت کے مقابلہ مین اس قسم کے جوابات بے دلیل کفایت کر سکتے ہین بخدا مین امامیہ ہوکر انصافاً کہتا ہون کہ ہرگز یہ روایات اور استدلال من غیر کلام اللہ ایک ایسے زبردست مدعی کے بالمقابل مکتفی نہین ہو سکتے گالیان نکالنا اور کیسکو نجس اور خبیث اور ضال لکہنا اور جسقدر الفاظ ناشایستہ لغت کے کتابون مین درج ہین اپنی تحریر کو اُن سے مزین کرنا علم اور شرافت کو بٹا لگانا ہے ✦

علماء ربانی کا کام یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے اپنے عندیات کو قوت دین۔ پھر انصاف پسند طبائع پر ان کی معقولیت ظاہر کرین ناظرین حق اور باطل مین خود تمیز کہینگے

اب مین جناب مولوی صاحب کی خدمت مین عرض کرتا ہون۔ جناب من آپ کا مخاطب ایک مدعی امامت ہے۔ اگرچہ آپ اس کو کاذب اور مفتری جانتے ہین پس اس کے مسلمات سے اُسے ساکت کرنا لازم ہے تفسیر برغانی اور طبرانی ابونعیم وغیرہ کا حوالہ دینا یا ان کی روایات غیر صحیحہ پیش کرنا ایک مدعی امامت کے بالمقابل جسکا دعویٰ ہو کہ مین حکم ہوکر قرآن مجید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنیکے لئے دنیا مین آیا ہون اپنے اوپر جہالت کا الزام قائم کرنیسے زیادہ نتیجہ خیز نہین ہو سکتا وہ نہ حنفی ہے۔ نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی اور نہ جعفری نہ مقلد نہ اہل حدیث پھر آپ حنفیون یا شافعیون یا مالکیون وغیرہ کے علماء یا مفسرین کے اقوال پیش کر کے اس کو ملزم کیون کر سکتے ہین۔ اگر وہ ان اقوال کا پابند ہو تو منصب امامت درحقیقت اسکے لئے سزاوار نہین ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مین اس وقت کا حکم ہون برغانی ہو یا طبرانی انمین مفسرون کے اپنے عندیات کا ذخیرہ ہوگا یا کچھ اور اور اگر آپ کہین کہ تفسیر قرآن ہے تو ہم کہینگے کہ پھر مختلف الاقوال تفاسیر جنکی تعداد ہزار ہا سے بڑھ گئی کیون شائع ہوئے ہین اور ان مین اختلاف ہے کیون واقع ہوا اور حضرت مہدی آخرالزمان کی نسبت کیا آپکے مسلمات مین درج نہین کہ وہ اختلاف رفع کرینگے دین گے اور سب ادیان کو ایک دین بنا دین گے کیا جب امام مہدی تشریف لاوینگے بلا وعظ اور بلا نصیحت اور بلا تغیر و تبدیل دین خود بخود ایک ہو جاویگا آیا کچھ ترمیم اور تنسیخ بھی کرینگے یا نہیں۔ کیا وہ ظاہر ہوکر مجتہدین کربلا کے فتوے پر چلینگے۔ یا مجتہدین نجف و ایران یا مجتہدین لکھنو و لاہور فرما دین وہ کس مجتہد کے مقلد ہون گے اور کس کے فتوے پر چلینگے نہین مین بھول گیا وہ ضرور آپکے فتوے پر چلینگے مگر افسوس یہ بھی آپ نہ مانینگے پس جو امام ہوتا ہے وہ کسی کا مقلد نہین ہوتا بلکہ وہ خود حکم ہوتا ہے اسکے بالمقابل تفسیر برغانی اور دلائل النبوت کا حوالہ دینا کوئی عقلمند طبیعت اسکو جائز رکھ سکتی ہے ہان اس کے مسلمات قرآن مجید اور سنت صحیحہ مین سے پیش کرنا تھا۔ مین بہت خوش ہوتا کہ جب آپنے سورۃ انعام کی آیت یا ایہا الذین امنوا الخ پیش کی تھی اس کی تفسیر مین قرآن مجید ہی سے ثابت کیا ہوتا کہ لفظ وسیلہ سے جو آیت مرقومہ بالا مین ہے حسین اور اس کے آبائے کرام مراد ہین اور اپنے دعویٰ کو مؤکد کرنیکیلئے بخاری۔ یا مسلم کی کوئی حدیث پیش کی ہوتی جو مدعی امامت کے مسلمہ کتب سے ہین یا ذرہ غصے کو ٹالکر اپنی ہی تفسیرون کی طرف رجوع کیا ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہین جہان تک مین اپنی تفسیرون کو دیکھتا ہون انمین بھی اس آیت کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین۔ ایک شخص بیہقی اور حاکم اور ابو نعیم کا حوالہ دیتا ہے اور ایک روایت یا حاکم بیان کرتا ہے دوسرا اسکے بالمقابل قرآن مجید سے نکالکر خدا کا کلام پیش کرتا ہے اور اپنے دعوے کے واسطے سنت صحیحہ اور حدیث پیش کرتا ہے ہم کسکو مانین اور کسکو جانین کہ وہ عالم اور عامل بالقرآن ہے اسکے آگے آپ فرماتے ہین ثابت ہے کہ حسین ؑ اور اس کے آبائے اطہار کو انبیاء و اصفیاء نے سخت تکلیف کیوقت خدا اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے جسکی وجہ سے ان کی حاجتین پوری ہوئین۔ آپ اپنے زعم کی بنیاد مجاہد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ کا قول قرار دیتے ہین اور آیۃ فتلقی ادم من ربہ کلمات کو اپنے زعم کی تفسیر قرار دیتے ہین گویا آپ کا قول مجمل تھا جو پہلے سے کسی کتاب آسمانی مین درج چلا آتا تھا قرآن نے اس کی تصریح کر دی بدین عقل و دانش بباید گریست اسی فہم لطیف کے بھروسے پر اپنے مخالف پر طعن کرتے ہین ذرہ انصاف کرین اور اپنی ہی کتابون کو دیکھین۔ کہ کیا علماء اور مفسرین امامیہ نے کلمات کی تفسیر مین صرف نہیں نامہای پنج مبارک پر حصر تفسیر رکھا ہے میرے پاس اس وقت تین تفسیرین امامیہ کی موجود ہین۔ تفسیر عمدۃ البیان خلاصۃ المنہج۔ مجمع البیان انمین بہت سے مختلف اقوال درج ہین پھر حیات القلوب نکالکر جلد اول صفحہ ۵۶ و ۵۷ مین روایات مختلفہ کا حال دیکھین کہ کس قدر اقوال نقل کئے گئے ہین اور ہر ایک کو علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے بسند صحیح از امام محمد باقر منقول است و در حدیث معتبر دیگر منقول است و بسند صحیح از حضرت صادق منقول است وغیرہ وغیرہ کر کے لکہا ہے پھر مولانا صاحب جب آپکے گہر مین بھی روایات متعدد مختلف ہین۔ تو مہربان من آپ نے کلمات کی تفسیر مین جزم کسطرح کر لیا کہ اُن سے مراد اسمای پنجتن پاک ہین اور پھر اوس پر متفق علیہ کا جملہ بھی جڑ دیا اسمین تو علماء اور مفسرین امامیہ ہی متفق نہین اورون کا تو کیا ذکر۔ اس کے آگے آپ ارقام فرماتے ہین کہ تہتر مذہب کی متفق علیہ حدیث ہے

سے بھی ثابت ہے کہ حضرت نوح عم نے طوفان کیونکر اور حضرت ابراہیم نے الی آخرہ وہ مہربانی کر کے تہتر مذہب کے اتفاق کا جو آپ نے دعوے کیا ہے ہر ایک مذہب والے کی ایک ایک حدیث اس مضمون کی متعلق درج فرمادین اور ہم آپکے ان احادیث پیش کردہ مین مطابق اصول احادیث جرح بھی نکرینگے خواہ وہ ضعیف ہی کیون نہون - صرف مذہب والے کا نام اور حدیث کے وہ عربی الفاظ جو بقید روایات درج کئے گئے ہون معہ حوالہ کتب جس سے وہ حدیث نقل کی گئی ہے مرحمت فرمادین - پھر مین اصل مطلب کی طرف عود کر کے آپ سے دریافت کرتا ہون کہ آپ رسالہ کے سرپر یہ عبارت درج فرماتے جسکے الفاظ یہ ہین (اس مین اور امام حسین کی فضیلت بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء پر)

(۱) ان الفاظ کے ثبوت مین آپنے کونسا قول خدا کا ذکر کیا جہان اللہ جل شانہ نے فرمایا ہو کہ امام حسین عم افضل ہین تمام انبیاء پر اجمالی طور یا تفصیلی طور جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے نام ذکر کر کے۔

(۲) کسی حدیث صحیح مین رسول اکرم نے فرمایا کہ حسین افضل ہین تمام انبیاء سے

(۳) امام حسین نے خود فرمایا ہو کہ مین افضل ہون تمام انبیاء پر سوائے [illegible]

(۴) باقی ائمہ اہلبیت عم مین سے کسی امام نے فرمایا ہو کہ امام حسین عم افضل ہین تمام انبیاء سابقہ سے سوائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب ہم آپکا منطقی ثبوت دیکھتے ہین کہ کہان آپنے منطق کا صغری اور کبری قائم کر کے اسکا ثبوت دیا ہے +

(الاشارۃ تکفی للعاقل) چونکہ تمام انبیاء نے حضرۃ حسین علیہ السلام اور ان کے آباء کرام کو وسیلہ اپنی دعاؤن مین گردانا ہے

نوٹ (اس کا ثبوت ابھی آپ کے ذمہ باقی ہے) اور اسی کے ذریعہ سے ان کی دعائین قبول ہوئین اس لئے جسکا وسیلہ لایا جاتا ہے اور اس کے طفیل انبیاء علیہم السلام کی دعائین قبول ہوتی ہین وہ وسیلہ ضرور خدا کے نزدیک افضل ہوتا ہے ورنہ انبیاء علیہم السلام اس کو وسیلہ نگردانتے - یہ ہے آپ کی انوکھی منطق اور بوسیدہ علم کلام مثالاً - کیا اگر کوئی حکیم کسی مریض کو ایک نسخہ تبلادے کہ اگر تم یہ نسخہ استعمال کرو تو تم اچھے ہوجاؤ گے اور تمہارا مرض سلب ہوجاویگا - اور ایسا اتفاق بھی ہوجاوے کہ وہ مریض اچھا ہو جاوے تو کوئی عاقل اس سے یہ نتیجہ نکالیگا کہ وہ نسخہ افضل ہے بیمار سے تعجب کا مقام ہے کہ جس الزام پر آپنے اپنے مخالف کو کوسا - کہ حسینؑ سے اپنے کو افضل تبلاتے ہین خود اسمین مبتلا ہو گئے - کہ خود حسین کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت کرنے لگے - پھر دعوی تو اسقدر مگر دلیل ندارد - آپ کو چاہئے تھا کہ فضیلت کے وہ مدارج تحریر کرتے کہ ان باتون سے حسین عم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ علماء امامیہ نے حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرنیکے لئے بالمقابل باقی صحابہ کے مدارج فضیلت قائم کئے ہین آپ کو چاہئے تھا کہ (مثالاً) تحریر کرتے کہ حضرت امام مظلوم حسین عم عابد تھے اور اس کے بالمقابل حضرت آدم یا حضرت نوح کی عبادت انسے بہت کم یا حضرت حسین عم صابر اور شاکر تھے اور اسکے بالمقابل دیگر فلان فلان انبیاء مین صبر اور شکر کم تھا اور اس کمی کو اس ترازو مین بھی وزن کرتے جو آپ کے پاس ہے وغیرہ وغیرہ -

جب اس قسم یا اس جیسے جو بخیال آپکے وجہ فضیلت قرار پاسکتی ہون تمام مدارج اور اصول فضیلت بالمقابل باقی انبیاء علیہم السلام کے آپ بیان فرماتے اور ان کو نص یا حدیث صحیح اور تواتر اور تعامل قومی سے بھی موکد کرتے تب اہل حق پر ظاہر ہوجاتا کہ واقعی حسین علیہ السلام افضل ہین دیگر انبیاء پر - یہ خشک منطق کہ چونکہ انبیاء گذشتہ نے حسینؑ کو وسیلہ اپنی دعاؤن مین خدا کے پاس گردانا ہے اس لئے وہ افضل ہین ہماری کس کام - اول تو آپ قرآن سے ثابت کرین کہ واقعی حضرت آدم نے حسینؑ کا نام لیکر ان کو وسیلہ گردانا تھا - اس وقت حسین کہان تھا نام لکھا ہوا دیکھا کہان ذکر ہے - قرآن مین کہ حضرت آدم نے ساق عرش پر اسماء پنجتن لکھے ہوئے دیکھے کہان ذکر ہے کہ آدم نے دیکھکر سمجھ بھی لیا کہ یہ حسین یا پنجتن پاک میری نسل سے ہزار سال بعد پیدا ہون گے کسنے ان کے دل مین القاء کیا اور القاء کرنیکا ذکر قرآن مین کہان ہین قرآن مجید تو صاف ہے اور ایک لطیف بیان اپنے رکھتا ہے - دیکھین جہان اسماء کی تعلیم کا ذکر ہے وہان اللہ جل شانہ نے صاف فرمایا [illegible] آدم الاسماء کلھا فقال انبئونی باسماء ہولاء [illegible] آدم انبئہم باسمائہم فلما انباہم باسمائہم - مگر اس جگہ [illegible] من ربہ کلمات صاف ہے دوسرے موقعہ پر حضرت آدم کے قصہ مین قرآن شریف نے کلمات کی تفسیر کردی ہے سورہ اعراف ربنا ظلمنا انفسنا الخ اب جس کی تصریح خود قرآن کریم نے کردی ہو نہ کنایہ نہ اشارہ سے بلکہ صاف الفاظ مین - اور کچھ ابہام اور شک بھی باقی نرہتا ہو پھر ایسی معقول استدلال قرآنی کو چھوڑکر آپکے یا برغالی کے زعم کی پیروی کون عقلمند کرسکتا ہے

(بیان) سید علی ہمدانی اور طبرانی نے لکھا ہے اپنی اپنی کتابون مین - اے مدعی علم و تحقیق کیا یہ لوگ معصوم تھے کہ جو کچھ انھون نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے واجب الاخذ ہے یا انپر وحی نازل ہوتی تھی یا حضرت آدم خواب مین آکر انکو تبلاگئے تھے کہ ابتلا کیوقت مین ذیہ نام لئے تھے (ان کنتم شہداء ام علی اللہ تفترون) وہ سینکڑون سالون کے بعد کے زمانہ مین ہوکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم سے حدیث نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا فرمایا ہے اور منقولی روایت جسکی صحت کا کوئی معیار انکو پاس نہین اپنی اپنی کتابون مین درج کردی سنئیے رسول خدا نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت کذاب پیدا ہونگے اور جھوٹی حدیثین میرے نام سے روایت کرینگے پس تم کو لازم ہے کہ اسوقت حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کرو اگر موافق ہو تو لیلو ورنہ ترک کرو - پھر ہم بغیر اس معیار کے کسی حدیث کو کیونکر صحیح سمجھ سکتے ہین جبکہ خود آنحضرت صلعم یہ معیار تصحیح حدیث تبلادیا ہے اور مولانا صاحب بھی اس حدیث کو اپنے کسی رسالہ مین ذکر کیا ہوا ہے - پس یہ بات کہ جو حدیث کسی کتاب مین لکھی ہوئی ہو وہ درحقیقت حدیث رسول ہوگی امر مسلم نرہا بلکہ جو حدیث مطابق کتاب اللہ ہوگی وہ حدیث رسول ہوگی - دیکھین اصول کافی کتاب العلم امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہین فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف فدعوہ کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فہو زخرف - اصول کافی کے دیباچہ ہی مین نظر کرین کہ ہمارے شیخ المحدثین اپنے شیعون کو احادیث کی نسبت کیا تحریر فرماتے ہین طرفہ برین یہ کہ آپ تو ان علماء پر جنکی روایات آپنے پیش کی ہین تبرا بھیجتے ہین پھر ان سے حجت پکڑنا چہ معنی دارد - وہ حال تون سے خالی نہین یا تو آپ میرزا صاحب کے اصول سے بکلی ناواقف ہین یا عوام کو دھوکہ دیتے ہین +

اب آخری فیصلہ بھی ذرا سن لین - غایۃ المقصود حصہ اول صفحہ ۱۰ سطر ۹ ملاحظہ ہو - جناب مولانا صاحب نے خود تسلیم کرلیا ہے (کہ نبوت افضل از امامت است قطعاً) اس جگہ امام حسین جو واقعی امام تھے ان کی نسبت کوئی استثناء ذکر نہیں

* سید حائری صاحب مہربانی کرکے یہ بھی بتادین کہ خارجی بھی ان تہتر فرقون مین شامل ہین یا نہین -

ایڈیٹر

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

(حضرت اقدس کی ایک مختصر سی تقریر جو ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو حضور نے فرمائی)

مرشد اور مرید کے تعلقات استاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئین جیسے شاگرد استاد سے فائدہ اُٹھاتا ہے اوسیطرح مرید اپنے مرشد سے لیکن شاگرد اگر استاد سے تعلق تو رکھے مگر اپنی تعلیم مین قدم آگے نہ بڑھائے تو فائدہ نہین اُٹھا سکتا یہی حال مرید کا ہے پس اس سلسلہ مین تعلق پیدا کرکے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہئے طالب حق کو ایک مقام پر پہونچکر ہرگز ٹھہرنا نہین چاہیئے ورنہ شیطان لعین اور طرف لگا دیگا اور جیسے بند پانی مین عفونت پیدا ہو جاتی ہے اسیطرح اگر مومن اپنی ترقیات کے لئے سعی نہ کرے تو وہ گر جاتا ہے بس سعادتمند کا فرض ہے کہ وہ طلب دین مین لگا رہے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی انسان کامل دنیا مین نہین گذرا لیکن آپ کو بھی رب زدنی علما کی دعا تعلیم ہوئی تھی۔ پھر اور کون ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کرکے ٹھہر جاوے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے۔ جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت مین ترقی کریگا اسے معلوم ہوتا جاویگا کہ ابھی بہت سی باتین حل طلب باقی ہین بعض امور کو وہ ابتدائی نگاہ مین (اس بچے کیطرح جو اقلیدس کے اشکال کو محض بیہودہ سمجھتا ہے) بالکل بیہودہ سمجھتے تھے لیکن آخر وہی امور صداقت کی صورت مین ان کو نظر آتے اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے ساتھ ہی علم کو بڑھانے کے لئے ہر بات کی تکمیل کی جاوے۔ تم نے بہت ہی بے ہودہ باتون کو چھوڑ کر اس سلسلہ کو قبول کیا ہے اگر تم اس کی بابت پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کروگے تو اس سے تمہین کیا فائدہ ہوا۔ تمہارے یقین اور معرفت مین قوت کیونکر پیدا ہوگی ذرا ذراسی بات پر شکوک اور شبہات پیدا ہون گے اور آخر قدم کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے۔ دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہین ایک تو وہ جو اسلام قبول کرکے دنیا کے کاروبار اور تجارتون مین مصروف ہو جاتے ہین شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے میرا یہ مطلب نہین کہ تجارت کرنی منع ہے نہین صحابہ تجارتین بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے انھون نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلون کو لبریز کردے انھون نے حاصل کیا یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان مین شیطان کے حملے سے نہین ڈگمگائے کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہین روک سکا۔

میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہین گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہین ایسے لوگون پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے دوسرے وہ لوگ ہوتے ہین جو دین کی ترقی کی فکر مین ہو جاتے ہین یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی طلب دین اور ترقی دین کی خواہش کو ایک تجارت ہی قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے پس مین بھی خدا تعالیٰ کے ان ہی الفاظ مین تمہین یہ کہتا ہون کہ ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم مین زیادہ امید انپر کرتا ہون جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہین کرتے جو اس شوق کو کم کرتے ہین مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان انپر قابو نہ پالے اس لئے کبھی سست نہین ہونا چاہئے ہر امر کو جو سمجھ مین نہ آئے پوچھنا چاہئے تاکہ معرفت مین زیادت ہو پوچھنا حرام نہیں بحیثیت انکار کے بھی پوچھنا چاہئے اور عملی ترقی کے لئے بھی۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھین۔ جہان سمجھ مین نہ آئے دریافت کرین اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسرون سے دریافت کرکے فائدہ پہونچائے۔

قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہ مین بڑے بڑے نایاب اور بیش بہا گوہر موجود ہین جب تم کسی عیسائی سے ملوگے تو دیکھوگے کہ ان مین نقالون اور ٹھٹھے والون کی طرح دیانت مفقود نظر آئے گی۔ یون تو ان مین سے بعض ایسے ہین جو یہ دعوے کرتے ہین کہ ہم قرآن شریف کے ترجمہ سے واقف ہین مگر انھون نے مشق تو کی ہے لیکن انہین روحانیت نہین ہے اور اس کا ہمین بارہا تجربہ ہوا ہے جب ان کو بلایا گیا تو انھون نے گریز کی ہے۔ اگر واقعی ان مین روحانیت ہے؟ اگر واقعی ان کی معرفت اور علم یقین کے درجہ تک پہونچا ہوا ہے؟ تو پھر کیا وجہ کہ وہ گریز کرتے ہین دیکھو لاہور کے بشپ صاحب نے لاہور مین بڑی دھوم دھام سے لیکچر دیئے اور اپنی قرآن دانی اور حدیث دانی کے ثبوت کے لئے بڑی کوشش کی لیکن [illegible] کی تو باوجود یکہ پانچ ہزار [illegible] شرمندگی دلائی [illegible] ہمارا دشمن ہے [illegible] ہم کو افسوس ہے کہنا [illegible] صاحب توضیح کی تعلیم کا قائل ہونا [illegible]

تھا اور اپنے دشمنون کو پیار کرو پر ان کا پورا عمل ہوتا اگر مین انکا دشمن بھی ہوتا حالانکہ مین سچ کہتا ہون اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ **نوع انسان کا سب سے بڑھکر خیرخواہ اور دوست مین ہون** ہان یہ سچ ہے کہ مین ان تعلیمات کا دشمن ہون جو انسان کی روحانی دشمن ہین اور اس کی نجاۃ کی دشمن ہین غرض بشپ صاحب کو کئی بار اخبارون نے اس معاملہ مین شرمندہ کیا۔ مگر وہ سامنے نہ آئے عیسائیون کی یہ حالت ہے کہ اگر کسیکو سادہ دیکھتے ہین تو چھوٹا ہے تو بیٹا بنا کر اور بڑا ہے تو باپ بنا کر اندر داخل ہوتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اگر وہ حالات سے واقف ہے تو پھر اس سے بغض کرتے ہین اس لئے کہ جب وہ اس سے تعلق توڑ بیٹھتے ہین تو مخلوق سے سچی ہمدردی کیونکر پیدا ہو۔ مگر ہماری جماعت خاص ہے اس کو عام مسلمانون کی طرح نہ سمجھین یہ مسلمان دابۃ الارض ہین اور اس لئے اُس کے مخالف ہین جو **آسمان سے آتا ہے**۔ جو زمینی بات کرتا ہے وہ دابۃ الارض ہے خدا تعالیٰ نے ایسا ہی فرمایا تھا روحانی امور کو وہی دریافت کرتے ہین جن مین مناسبت ہو چونکہ ان مین مناسبت نہ تھی اس لئے انھون نے **عصائے دین کو کھالیا** جیسے سلیمان کے عصا کو کھالیا تھا اور اس سے آگے قرآن شریف مین لکھا ہے کہ جب جنون کو یہ پتہ لگا تو انھون نے سرکشی اختیار کی اسیطرح پر عیسائی قوم نے جب اسلام کی یہ حالت دیکھی یعنی اس دابۃ الارض نے اس **عصاء راستی** کو کمزور کردیا تو ان قومون کو پھر وار کرنے کا موقع دیدیا جن وہ ہے جو چھپکر وار کرے اور پیار کے رنگ مین دشمنی کرتے ہین وہی پیار جو حوا سے آکر نحاس نے کیا تھا اس پیار کا انجام وہی ہونا چاہئے جو ابتدا مین ہوا آدم پر اسی سے مصیبت آئی اسوقت گویا وہ خدا سے بڑھکر خیرخواہ ہوگیا اسیطرح پر یہ

بھی وہی **حیاۃ ابدی** پیش کرتے ہین جو شیطان نے کی تھی اس لئے قرآن شریف نے اول اور آخر کو اسی پر ختم کیا اس مین یہ سر تھا کہ تا بتایا جاوے کہ **ایک آدم آخر مین بھی آنیوالا ہے**۔ قرآن شریف کے اول یعنی سورہ فاتحہ کو **ولا الضالین** پر ختم کیا یہ امر تمام مفسر بالاتفاق مانتے ہین کہ ضالین سے عیسائی مراد ہین اور آخر جس پر ختم ہوا وہ یہ ہے قل اعوذ برب الناس ملك الناس - اله الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس سورۃ الناس سے پہلے قل ھو اللہ مین خدا تعالیٰ کی توحید بیان فرمائی اور اس طرح پر گویا تثلیث کی تردید کی اس کے بعد سورۃ الناس کا بیان کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ عیسائیون کی طرف اشارہ ہے پس آخری وصیت یہ کی کہ شیطان سے بچتے رہو یہ شیطان وہی **نحاش** ہے جسکو اس سورۃ مین **خناس** کہا ہے جس سے بچنے کی ہدایت کی اور یہ جو فرمایا کہ رب کی پناہ مین آؤ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جسمانی امور نہین ہین بلکہ روحانی ہین خدا کی معرفت معارف اور حقائق پر پکے ہوجاؤ تو اس سے بچ جاؤگے اس آخری زمانہ مین **شیطان اور آدم کی آخری جنگ** کا خاص ذکر ہے۔ شیطان کی لڑائی خدا اور اس کے فرشتون سے آدم کے ساتھ ہوکر ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے ہلاک کرنے کو پورے سامان کے ساتھ اُتریگا اور خدا کا مسیح اس کا مقابلہ کریگا یہ لفظ مسیح ہے جس کے معنے خلیفہ کے ہین عربی اور عبرانی مین حدیثون مین مسیح لکھا ہے اور قرآن شریف مین خلیفہ لکھا ہے غرض اس کے لئے مقدر تھا کہ اس آخری جنگ مین خاتم الخلفاء جو چھٹے ہزار کے آخر مین پیدا ہو **کامیاب ہو**۔

سورۃ العصر مین دنیا کی تاریخ موجود ہے جسپر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام سے مجھ کو اطلاع دی ہے اور یہ اصلی اور سچی تاریخ ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک کسقدر زمانہ گذرا ہے پس اس حساب سے اب ساتوین ہزار سے کچھ سال گذر گئے اور خاتم الخلفاء چھٹے ہزار کے آخر مین پیدا ہوا تاکہ اول را باآخر نسبتے دارد کا مصداق ہو۔ آدم بھی چھٹے دن پیدا ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے اس چھ دن کے چھ ہزار ہوئے اور پھر آدم کی پیدائش چھٹے دن کے آخر مین ہوئی تھی اس لئے خاتم الخلفاء بھی چھٹے ہزار کے آخر مین ہوا اور ساتوین مین جنگ ہے اس جنگ سے توپ و تفنگ کی لڑائی مراد نہین بلکہ یہ عیسائیت اور الٰہی دین کی آخری جنگ ہے۔ عیسائیت نے زمینی خدا بنالیا ہے اور یہ وہی خدا یا **خیالی خدا ہے** جیسے بہت سی عورتین ایک وہمی حمل رجا کر لیتی ہین یہانتک کہ پیٹ مین وہمی طور پر حرکت بھی معلوم ہوتی ہے اور پیٹ بڑا هوا بھی ہے اسیطرح پر فرضی مسیح بنالیا گیا ہے جسے خدا سمجھا گیا ہے غرض سچے مسیح کے مقابل وہ کھڑا ہے اب یہ لڑائی ان دونون مین شروع ہو اور خدا اس مین **اپنا چمکتا ہوا ہاتھ دکھلائیگا**۔

چالیس کروڑ سے بھی زائد انسان عیسائی ہو چکے ہین جب اول ہی اول یہ لوگ آئے تو مولوی ان کے حملون اور اعتراضون سے محض ناواقف تھے ان کو پورا علم ان کے اعتراضون کا تھا اور نہ قرآن شریف کے حقائق ہی سے آگاہ تھے برخلاف اس کے عیسائیون کے پاس اقبال اور تالیف قلوب کے ذریعے تھے اس لئے ان کی ترقی ہوتی گئی مگر اب ان مین ایک بھی نہین جو اس کے تنزل کو دیکھ سکے اب ان کا دور ختم ہونیوالا ہے اور مختصر طور پر جعلی فرضی خدا کو سمجھ لینگے اصل بات تو یہ ہے کہ عیسائیون کا تانا بانا

اور یہ اور سناتن سے بھی بودا ہے کیونکہ انہوں نے ساری بنیاد **حیات مسیح** پر رکھی ہوئی ہے اس کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی ساری عمارت گر جاتی ہے یہ بات اس زمانہ میں کہ وہ زندہ آسمان پر گیا ہے کوئی مان نہیں سکتا جبکہ دلائل قطعیۃ الدلالت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اب تو لاش کے دکھا دینے تک نوبت پہنچ گئی ہے کیونکہ (سرینگر) کشمیر میں اس کی قبر واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے ان ساری باتوں کے ہوتے ہوئے کون عقلمند یہ قبول کر سکتا ہے اور اس کی موت کے ساتھ ہی **صلیب - کفارہ - لعنت** وغیرہ ساری باتیں علوم یقینیہ کی طرح غلط ثابت ہو جائینگی۔ ان ساری باتوں کے علاوہ یہ مذہب ایسا کمزور ہے کہ جو پہلو اس نے اختیار کیا ہے وہی بودا۔ ایک لعنت ہی کے پہلو کو دیکھو اگر اس پہلو کو اختیار نہ کرتے تو بہتر تھا کیونکہ جب یہ سچی بات ہے کہ لعنت کا تعلق دل سے ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملعون خدا کا اور خدا ملعون کا دشمن ہو جاوے اور خدا سے اس کا کوئی تعلق نہ رہے اور وہ خدا سے برگشتہ ہو جاوے تو پھر کیا باقی رہا ایک کتاب میں لکھا ہے کہ مسیح کو شیطان لئے پھرا۔ اگر جسمانی طور پر شیطان لئے پھرا ہوتا تو مسیح تماشا دکھا سکتے تھے اس کا کوئی معقول جواب تو نہیں دے سکے کسی یہودی کو شیطان کہہ دیا اور پھر تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا۔ غرض اب عیسائی مذہب کے خاتمہ کا وقت آ گیا +

پس تم اپنی ہمت اور سرگرمی میں سست نہ ہو۔ بہت سے مسلمان کہلا کر دوسرے امور میں منہمک ہو جاتے ہیں مگر تم خدا سے ڈرو اور سچی تبدیلی اور تقوی طہارت پیدا کرو اس راہ میں سست ہونا شیطان کو نقب لگا کر ایمان کا مال لیجانے کا موقع دینا ہے

اس وقت وہی خدا جو آدم پر ظاہر ہوا تھا اور دوسرے نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے وہی مجھ پر ظاہر ہوا ہے

اسوقت خدا نے موقع دیا ہے کہ تم اپنے معلومات کو بڑھا سکو۔ اس لئے جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو فورًا پوچھ لینا چاہئے جو سمجھنے سے پہلے کہتا ہے کہ سمجھ لیا اس کے دل پر ایک چھالا سا پڑ جاتا ہے آخر وہ ناسور ہو کر نکلتا ہے میں تھکتا نہیں ہوں خواہ کوئی ایک سال تک پوچھتا رہے پس اس موقع کی قدر کرو میری باتوں کو سنو اور سمجھو اور ان پر عمل کرو پھر خادم دین بنو سچائی کو ظاہر کرو۔ خدا سے محبت کرنا اور مخلوق سے ہمدردی کرنا یہ دونوں باتیں دین کی ہیں ان پر عمل کرو

مختصر نوٹ اور نکات

پیشگوئیوں کے سائنس سے ناواقف اور الٰہیات سے نابلد لوگوں کے منہ سے جب ہم یہ اعتراض سنتے ہیں کہ انذاری الہامی پیشگوئی میں کوئی شرط نہیں ہونی چاہئے تو تعجب کے علاوہ معترضین پر رحم بھی آتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ جہالت حقیقت خطرناک موت ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر قرآن شریف اور سنن انبیاء سے اطلاع ہوتی تو ایسے اعتراض نہ کرتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ وہ اس باطنی شریعت پر بھی توجہ نہیں کرتے کہ ہر انسان نزول بلا کے خطرے سے دعاؤں پر زور دیتا اور صدقات و خیرات سے رد بلا چاہتا ہے پس اگر توبہ اور رجوع الی اللہ کوئی چیز نہ تھی اور اس سے موعود عذاب ٹل نہیں سکتے تو پھر یہ اضطراری جوش انسان کی فطرت میں کیوں ہے؟

قرآن شریف بنی نوع انسان کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کرنے میں وہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیتا ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے کیونکہ وہ محض احسان تک ہی اس کو نہیں چھوڑتا جس میں بسا اوقات انسان جزا اور پاداش کا بھی خواہاں ہوتا ہے بلکہ وہ اس نیکی کی ہدایت کرتا جو **ایتائی ذالقربیٰ** کے نام سے پکاری جاتی ہے اور یہی نیکی کا آخری درجہ ہے ماں اپنے بچے کے ساتھ جو نیکی کرتی ہے وہ ایک طبعی جوش کا نتیجہ ہے بچے سے اس کے لئے کسی معاوضہ کی خواہشمند نہیں ہے

اب اس کے مقابلہ میں دنیا کی مذہبی کتابوں اور تحریروں کی ورق گردانی کرو تو معلوم ہو گا کہ وہ اس درجہ سے تہیدست محض ہیں

ایک روز ہم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی خدمت میں حاضر تھے فرمایا کہ عبادت دو قسم کی ہے ایک روحانی اور اور جسمانی جسمانی عبادت تو یہ صاف نظر آتی ہے۔ مگر روحانی عبادت میں میں معلوم کرتا ہوں کہ جسقدر خدا تعالےٰ کے انعام و برکات ہوں اسیقدر روح میں ایک خاص قسم کا تذلل اور انکساری پیدا ہوتی جاتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ روح آستانہ الوہیت پر گری پڑتی ہے مومن کا کمال یہی ہے کہ وہ خدا کے فضل دیکھ دیکھ کر بجائے شیخی اور فخر کے فروتنی اختیار کرتا اور خدا کے حضور شرمندہ ہوتا ہے

قرآن کریم کی قدر و منزلت سے ناآشنا جب کبھی کسی احمدی سے یہ سنتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو ہی **اپنا امام حکم** مانتا ہے اور اس کا ایمان ہے کہ قرآن شریف اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں جیسا کہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے **ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء** یعنی ہم نے تیرے پر وہ کتاب نازل کی ہے جس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے تو پھر اعتراض کرنے لگتے ہیں کہ فجر کی نماز کے دو فرض اور دو سنت کہاں لکھے ہیں حالانکہ ان نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ **سنت** بھی ایک چیز ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن شریف میں تمام امور بیان کر دئے

گئے ہین لیکن تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اس کی مجملات کی تفاصیل پر حسب منشاء الٰھی قادر ہونا ہر مولوی اور ملان کا کام نہین بلکہ یہ خاص طور پر ان لوگون کا کام ہے جو وحی الٰھی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمیٰ مدد دئے گئے ہون یہ نہین کہ ہر کس و ناکس قرآن شریف کر ہانڈی ڈوئی نکالنے کی بے سود کوشش کرے ایسے لوگ جو بوجہ غیر ملہم اور غیر تعلیم یافتہ ہونے کے استخراج و استنباط قوت نہین پاتے ان تعلیمات کو ... مل مان لین جو سنن متوارثہ متعاملہ کے ذریعہ ملی ہین اور وحی نبوت سے نور پانے والون کی نقل کرکے اپنی نیکی ... ہین

مذہب اس زمانہ مین صرف ایک **فیشن** ... گیا تھا کیونکہ تمام مختلف مذاہب کے لوگون نے بالاتفاق کسی نہ کسی پہلو سے مان رکھا تھا کہ اب خدا تعالے کی تازہ بتازہ تجلیات کا نزول نہین ہوتا مردہ پرست اور مادہ پرست مذاہب ہی ... اس حالت مین ہوتے تو کوئی افسوس کا مقام نہ تھا کیونکہ انمین روحانیت ہے ہی نہین لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اسلام جو تمام صداقتون اور سچائیون کا منبع اور ... خدا اور ہر زمانہ مین زندہ برکات کا ثبوت ... پنے ساتھ رکھنے والا تھا اس کے ماننے ... ن نے بھی اس کو ایسی حالت مین پہنچا ... تھا یہان تک کہ بڑے جلسون مین جہان مختلف مذاہب کے لوگون کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا بعض ناخدا ترس بول اُٹھے کہ اس وقت کوئی نہین جو زندہ برکات اپنے ساتھ رکھتا ہو مگر خدا تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خدا کے بے انتہا سلام اور برکات اس پر ہون آکر ثابت کر دیا کہ روئے زمین پر **زندہ اور علمی مذہب** صرف اسلام ہے کیونکہ مذہب اسی زمانہ تک علم کے رنگ مین رہ سکتا ہے جب تک خدا تعالےٰ کی صفات ہمیشہ تازہ بتازہ تجلی فرمائی رہین ورنہ کہانیون کی صورت مین ہوکر جلد مر جاتا ہے یہ موت تمام مذاہب پر وارد ہو چکی **اسلام اپنی زندگی کے ثبوت مین اپنی زندہ برکات کے اظہار کے لئے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی نبی اللہ مسیح موعود کے وجود پر ناز کرتا ہے جس نے اس الحاد کے زمانہ مین مذہب کو نہ بطور فیشن بلکہ بطور سائنس دنیا کے سامنے پیش کیا۔**

کیا کوئی ہے جو اس کا جواب دیتا ہو!

یاد رکھو سچائی سچائی ہے گو ساری دنیا اس سے انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو ایک عالم اس کا مصدق اور معترف ہو

حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفون کی عجیب حالت ہے کہ وہ جب کوئی بات آپ کے منصب اور مرتبہ کے متعلق سنتے ہین تو آتش حسد سے جل بھن کر اُسپر اعتراض کر دیتے ہین اور شور مچاتے ہین اور طرز مناظرہ کے خلاف سوال کرنے لگتے ہین مثلاً جب آپ کا یہ دعوےٰ سنا کہ وہ ابن مریم سے افضل یا حسین سے بڑھ کر ہے تو جامہ سے باہر ہو گئے حالانکہ اگر ان کو کوئی اعتراض ہو تو اعتراض اصل دعویٰ پر ہونا چاہئے باقی جو کچھ وہ کہتا ہے سب صحیح ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جاوے (اور ہو چکا ہے) کہ وہ **مامور من اللہ** ملہم **صادق** مسیح موعود ہے تو پھر اور امور پر تو اعتراض ہی فضول اور لاحاصل ہے۔ کہان گئی ان کی منطق دانی اور اصول مناظرہ کی وسیع واقفیت

مامور من اللہ جب اپنے سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنی قوم سے چندہ مانگتا ہے اور **من انصاری الی اللہ** کہتا ہے؛ تو ناخدا ترس اعتراض کرتے ہین کہ چندون کی کیا ضرورت ہے؟ اصل یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کو رعایت اسباب کا سبق دینا چاہتے ہین جو بجائے خود دعا کا ایک شعبہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے وعدون پر انکو کامل یقین ہوتا ہے اور حقیقت بھی ہے کہ اگر ایک بھی انکا ساتھ دینیوالا اور ان کی آواز پر لبیک کہنے والا نہو تب بھی اونکے کاروبار مین روک پیدا نہو من انصاری الی اللہ کہکر مامور نصرت الٰہیہ کا استقبال کرتا ہے اور ایک فرط شوق سے بے قرارون کی طرح اس کی تلاش مین ہوتا ہے۔

موت کے متعلق ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

"موت سے نہین ڈرنا چاہئے
مگر خدا کے غضب سے بچنا چاہئے
کیونکہ موت تو بہر حال آنیوالی ہے"

"**موت** نہین ٹلتی مگر جو خدا کے دین کے خادم ہون اعلائے کلمۃ اللہ چاہتے ہون ان کی عمر دراز کی جاتی ہے جو اپنی زندگی کھانے پینے تک محدود رکھتے ہین انکا خدا ذمہ وار نہین

موت مومن کے لئے خوشی کی باعث ہے کیونکہ وہ ایک مرکب ہے جو دوست کو دوست کے پاس پہنچاتی ہے"

قرب الٰھی کے حصول کی دو چیزین ہین اول سچا ایمان، دوم اعمال صالحہ عیسائی مذہب مین دونون باتین نہین ہین۔ اصول ایمان کی جگہ کفارہ نے لی۔ اور اس کے ساتھ ہی اعمال صالحہ حذف ہوئے کیونکہ ضرورت نہ رہی

مصر کے اخبارات مسلمان ریفارمر مین انگریزی طرز پر لیکچر دینے کی روح پھونکنا چاہتے ہین افسوس کی بات ہے کہ کھڑے ہوکر تقریر کرنا یہ مسلمانون ہی کی ایجاد ہے جسکو...

یسوع ناصری

گذشتہ اشاعت سے آگے

پہلی دو صدیون مین عیسویت کے پیرو کئی فرقون مین منقسم تھے۔ لیکن وے تمام دو حصون مین اکٹھے کئے جا سکتے تھے ایک وہ حصہ جس مین کہ ناصری ا بیونائیٹز اور متعصب شامل تھے دوسرا وہ جس مین کہ باقی تمام فرقے شامل تھے اور ناسٹک کے نام سے پکارے جاتے تھے فریق مقدم الذکر کی بابت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یسوع کے مصلوب ہونیکے قائل تھے مگر فریق موخر الذکر جو کہ یسوع کو بطور آئیون[1] (Aeon) مانتے تھے اگرچہ مصلوبی تھے لیکن انکا یہ اعتقاد تھا کہ یسوع کسی بعید الفہم حکمت سے مصلوب ہوا تھا۔ مگر باوجود اس قسم کی اختلاف رائی کے ابتدا مین دونون فریق متفق تھے کہ یسوع کی موت درحقیقت صلیب پر نہین ہوئی جیسا کہ آج کل پراٹسٹنٹ وغیرہ عیسائیون کا یقین ہے۔ لی ڈبلیو ڈون صاحب کی رائے ہے کہ ناسٹک یا مشرقی عیسائیون نے اپنا اس قسم کا عقیدہ ہندوستانی تصلیب سے لیا تھا انھون نے بہت سے دیگر مسائل بھی جن سے کہ کرسچین چرچ نہایت آلودہ پایا گیا ہے ہندوستان سے لئے تھے[2] انکا حسب ذیل اعتقاد تھا۔

ظلمت مین مقید روحوں کی نجات کے لئے وہ روشنی کے شہزادی یا سورج کی روح مانتے ذہنی دنیا (سورج جس کا نمونہ ہی) کے استخلاص کے لئے متعین ہوکر اپنے تائین انسان کے درمیان ظاہر کیا روشنی تاریکی مین نمودار ہوئی لیکن تاریکی نے اس کو نہ پہچانا فی الحقیقت روشنی اور اندھیرے کا ملاپ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے صرف انسانی شکل اختیار کی تصلیب کیوقت یسوع صرف بادی النظر مین مرتا ہوا معلوم دیا اس کا جسم غائب ہو گیا تھا ارد گرد کھڑے ہوئے لوگون نے اس کے بجائے ایک روشنی کی صلیب دیکھی جس پر کہ ایک آسمانی آواز سے یہ الفاظ نکلے۔۔ صلیب اگس (دروازہ) کرسٹس (خوشی) کہلاتی ہے" دیکھو بائیبل متھس اینڈ ہیر پیریلیز ان ادر ریلیجز صفحہ ۵۱۱)

ناسٹک نہایت چرب زبانی سے انجیلی تواریخون مین سے کئی آیتین اپنے عقیدے کی تائید مین پیش کرتے تھے یسوع کے یہودیون کے درمیان مین سے نکل کر چلے جانے کی کہانی جب کہ وہ اس کو ایک پہاڑی کے دامن سے سر کے بل گرانے لگے تھے (لوقا ۴ ۲۹ و ۳۰) اور جب کہ وے اس کو سنگسار کرنے لگے تھے (یوحنا ۸ ۵۹ و ۱۰ ۳۱ و ۳۹) ایسی مثالیں تھین جو آسانی سے رد ہو سکتی تھین اس بارے مین بشپ ہاسٹس صاحب اپنے خیالات یون ظاہر کرتے ہین

"کیا تم انجیل کو مانتے ہو؟ (تم پوچھتے ہو) بیشک مین مانتا ہون۔ تو پھر کیا تم یہ بھی یقین رکھتے ہو کہ یسوع پیدا ہوا تھا؟ میرا ایسا یقین نہین ہے۔ کیونکہ اس سے کسی طرح بھی یہ لازم نہین آتا کہ چونکہ مین انجیل کو مانتا ہون اس لئے میرے لئے یہ بھی ماننا لازمی ہے۔ کہ یسوع پیدا ہوا تھا تب کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ مریم کنواری سے پیدا ہوا تھا نہیں کہتا ہے کہ خدا نہ کرے جو مین کبھی یہ بات قبول کرون کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح ..... وغیرہ

دیکھو لارڈنرز ورکس جلد ۸ صفحہ ۳۰) مسٹر کنگ صاحب ناسٹک عیسائیون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہین:-

"ان کے خاص مسائل ان کے زمانہ سے صدیون پہلے ایشیا کوچک کے کئی شہرون مین مانے جاتے تھے یہان انکا آغاز غالباً اسوقت ہوا جبکہ شاہان سیلیوسڈی [illegible] اور [illegible] (ٹالمیز) کے عہد مین ہندوستان کے ساتھ براہ راست راہ و رسم قائم ہوئی اکیڈیمس مین ایسی نیز اور میگا ئیزو کا کالج ٹرینس کے آرنکس قاہرہ کے کیوریٹس تمام ایک قدیم اور مشترک مذہب کی صرف شاخین ہین اور اس کی اصلیت ایشیائی ہے" دیکھو کنگز ناسٹکز صفحہ ۱

ان قدیم عیسائی مشکوکانے عہد نامہ کی کئی آیتون مین حوالا پایا جاتا ہے جیسا کہ:-

ہر ایک روح جو اقرار کرتی ہے کہ یسوع مسیح جسم مین آیا ہے خدا کی طرف سے ہے اور ہر ایک روح جو اقرار نہین کرتی کہ یسوع مسیح جسم مین آیا خدا کی طرف سے نہین (یوحنا کا پہلا خط عام باب ۴ آیت ۲ و ۳) کیونکہ بہت سے دغاباز دنیا مین گھس آئے ہین جو اقرار نہین کرتے کہ یسوع مسیح جسم مین آیا (یوحنا کا دوسرا خط باب ۱۔ آیت ۷)"

اس طرح کی زبان کبھی استعمال نہ کی جاتی اگر یسوع مسیح کی انسانی ہستی کی اصلیت سے انکار نہ کیا جاتا یا جیسا کہ اغلب معلوم دیتا ہے کہ اگر رسول اپنے دعوے کے ثبوت مین کوئی شہادت پیش کر سکتا اس بارے مین قدیم عیسائیون کے درمیان زمانہ دراز تک جھگڑے ہوتے رہے برنبس اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بھائیون کو کہتا ہے:-

اے میرے عزیز اس بات کا خیال رکھو کہ تمہارے جھگڑے تم کو اپنی زندگیون سے محروم نہ کرین۔ تم خدا

---

[1] لفظ Aeon عموماً "رات کی ملکہ" یا "دستار فضیلت" کے معنون مین آتا ہے مگر ناسٹک اس لفظ کو گرہون یا سورج وغیرہ مین مقیم ارواح کے معنون مین استعمال کرتے تھے (دیکھو سولر الیگریز مصنفہ جی اتچ گولدٹاک G. H. Gauladuke صفحہ ۲۵)

[2] جبکہ عیسائی دنیا کے ایک حصہ میں خاص دلچسپی کی باتین یسوع کی انسانی سرشت اور انسانی زندگی تھی عیسائی دنیا کے ایک دوسرے حصہ مین اس کے وجود کے متعلق خیالات ایسے وہمی ہو گئے تھے کہ اس کی انسانیت درجہ صفر تک پہنچ گئی تھی مختلف ناسٹک طریقہ رسم عموماً اس بارہ مین متفق تھے کہ یسوع ایک آئی ون تھا وہ انسانون کی روح کا نجات دہندہ تھا اُن کی جسمانی نیچر کے ساتھ ذرا بھی تعلق نہیں رکھتا تھا (ہسٹری آف دی ڈاگما فنڈ [illegible] آف جیزس مصنفہ اے ڈیوائل)

(نوٹ نمبرا) ایچ فینی صاحب بیان کرتا ہے کہ یسوع سے قبل بتین کفر تھے اور اس مین ذرا بھی شک نہین ہو سکتا کہ یہ قول بالکل درست ہے کیونکہ تمام عیسائی فرقون کے بہت سے مسائل اور رسومات یسوع ناصری کے زمانہ سے پیشتر موجود تھین (لی ڈبلیو ڈون)

کے برگزیدون کو کیسے ہدایت کرو گے جبکہ تم خود قابل اصلاح ہو؟ اس لئے تم ایکدوسرے کو تنبیہ کرو اور آپس مین امن قائم رکھو کہ مین تمہارے باپ کے روبرو کھڑا ہوا خدا کے آگے تمہارا حساب دے سکون"۔ ہرمس بک باب ۳

اگناٹیس اپنے خط بنام سمیر نٹز مین لکھتا ہے:۔ صرف یسوع مسیح کے نام پر مین تمام مصیبتین جھیلتا ہون۔ وہ جو کہ مکمل انسان بنایا گیا تھا مجھے طاقت دیتا ہے جبکہ بعضے نہ جانتے ہوئے انکار کرتے ہین یا خصوصاً اُن سے انکار کیا گیا ہے جو کہ جھوٹ کے پیرو ہین نہ کہ سچائی کے۔ جن کی نہ ہی پیشگوئیون اور نہ موسیٰ کی شریعت سے تسلی ہوئی ہے نہ ہی نا ہنوز انجیل سے یا ہماری تکالیف کے دیکھنے سے وہ قایل ہوئے ہین۔ کیونکہ وہ ہماری بابت بھی ویسا ہی خیال کرتے ہین اُس شخص سے مجھ کو کیا حاصل جو کہ میری تعریف کرے اور میرے خدا کے حق مین یہ کلمہ کفر کہے کہ وہ جسم مین نہین آیا تھا"۔ باب ۲

پھر وہی اپنے خط بنام اہل فیلڈ یلفیا میں لکھتا ہے:۔

"مین نے بعضون کی نسبت سنا ہے جو کہتے ہین کہ جبتک ہم اصل کتاب مین لکھا ہوا نہ دیکھ لین ہم یقین نہین کرین گے کہ ایسا انجیل مین لکھا ہے۔ اور جب مین نے کہا کہ لکھا ہے تو انھون نے جواب مین وہ کہا جو کہ اُن کی تحریف شدہ نسخون مین لکھا تھا"۔ باب ۸۔

پولیکارپ اپنے خط بنام فلی پیئنز مین لکھتا ہے "جو کوئی یسوع مسیح کے جسم مین آنیکا قایل نہین ہے وہ دین عیسوی کا مخالف ہے اور وہ جو اُس کے مصلوب ہونیکا قایل نہین ہے شیطان کی طرف سے ہے اور وہ جو خدا کے پاک کلام کو اپنی نفسانیت کیموافق اُلٹ پلٹ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نہ ہی قیامت ہو گی نہ انصاف وہ شیطان کا اکلوتا ہے"۔ باب ۷

اگناٹیس اہل میگنیشیا سے کہتا ہے:۔ "اجنبی عقیدون پر مت بھولنا نہ ہی قدیم داستانون پر جو کہ لا حاصل ہین کیونکہ اگر ہم ابھی یہودی شریعت کے ہی پابند رہے تو گویا ہم خود ہی اقرار کرتے ہین کہ ہم نے فضل حاصل نہین کیا کیونکہ نہایت پاک پیغمبر بھی بجز یسوع مسیح کے سوا فق چلتے تھے اسواسطے اگرچہ انھون نے ان قدیم قوانین مین تربیت پائی تھی تو بھی امیدین تازہ ہوئین انھون نے سبت کا ماننا ترک کردیا اور خداوند کے دن کو ماننے لگے جسدن کہ اس کی اور اس کی موت سے ہماری زندگی بھی نکلی ہے جس سے کہ بعض ابھی تک منکر ہین۔ جس اسرار سے ہم ایمان لائے ہین اور اس لیئے منتظر ہین کہ ہم اپنے ایک مالک یسوع مسیح کے شاگرد ثابت ہون .... اے میرے عزیزو یہ باتین اس لئے تم کو نہیں لکھتا کہ تمہارے مین سے کسیکو اس غلطی مین مبتلا پاتا ہون۔ لیکن اپنے تئین آپکا ایک دلی خادم جانکر مین تم کو خبردار کرتا ہون تاکہ تم فضول عقیدہ کے جال مین نہ پھنس جاؤ"۔ (باب ۳) (باقی آیندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

قصیدہ

اے برادر بہ بین کہ در قرآن
بہر مہدی خدا چہ داد نشان
ہم در الہام ہین کہ قبل از وقت
چون خبر دادہ این امام زمان
از دل و جان شوی غلام امام
گر شوی آگہ زین رموز نہان
آیت اذا برق البصر وخسف القمر
جمع الشمس والقمر یقول الانسان
یومئذ این المفر الہام دنیا مین
ایک نذیر آیا۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا
پر خدا اس کو قبول کریگا اور بڑے
زور آور حملون سے اس کی سچائی
ظاہر کر دیگا +

اے گروہ احمدی کر حمد رب دوجہان
جس نے اپنے فضل سے تجھکو کیا ہے شادمان
تیرے مہدی کی سچائی آج سب پر کھل گئی
کردئے ظاہر خدا نے دونون قرآنی نشان
پہلے رمضان مین ہوا تھا چاند اور سورج کو گھن
اب ہے طاعونی نشان لو دیکھتا سارا جہان
ہر دو قرآنی نشان جب صاف ظاہر ہوگئے
کون ہے جو اب نہ مانے مہدئ آخر زمان
ہان مگر جو منکر قرآن ہے وہ معذور ہے
ہے یہان روئے سخن با زمرۂ اسلامیان
دیکھکر بین نشان پھر بھی نہ لانا اعتقاد
صاف آیات اللہ کی تکذیب ہے کرلو عیان
اب تو جو منکر ہے حضرت مہدی موعود کا
سینہ زوری سے وہ داخل ہے بزمرۂ مسلمان
ورنہ مسلم غیر مسلم مین ہے پھر کیا امتیاز
کونسا الزام رکھو گے بذمہ کافران
چھوڑ دو ضد و عناد انصاف سے کچھ کام لو
ورنہ طاعون توڑ دیگی سب کی سب ہٹ دھرمیان
اب تو صدق و کذب کا جھگڑا ہی سب طے ہو گیا
کر چکی ہے فیصلہ صادر عدالت آسمان
کاذبونکی فرقیون کا حکم ہے طاعون کو
صادقون کو مل گئین امن و امانکی ڈگریان
فارق طاعون کی صورت دیکھتے ہی پڑ گئین
کاذبان بدزبان کی سخت نبضین ڈھیلیان
وہ جو رکھتے تھے سدا ہنگامۂ شورش بپا
چپ ہوئے ایسے کہ گویا اب نہین منہ مین زبان
کان کاٹے سے بھی کوئی اب ہلاتا سر نہین
کالبد مین گو یا مطلق نہین روح روان
جن کو دعوے تھے کہ ہم ہین رستم و اسفندیار
خاک مین سب مل گئین یہ اُن کی شورہ پشتیان
کانین کانین کی صدا اب کان مین آتی نہین
بھولین اہل بغض سے گویا کہ منہ مین گھنگنیان
جمگھٹون پر ایسا سناٹے کا عالم چھا گیا
جیسے جاتا ہے کوئی بے کوس و کرنا کاروان
ہے یہ طاعونی نشان کا اہل دنیا پر اثر
تن کی گردن کی ہین سخت مثل استخوان
اب ذرا اللہ کے مہدی کو دیکھا چاہیئے
کسطرح ہین المضاعف جوش زن سرگرمیان
ہو رہا ہے رات دن ہرکا ... کا نزول

دے رہا ہے مژدۂ خیر و صلاح خادمان
سبکو آگہ کر دیا تھا آپ نے پہلے چار سال
ملک مین آنے کو ہے طاعون بلائے جان ستان
توبہ و ترک گناہ و خبث اس کا ہے علاج
بڑھ گئین ہین ان دنون ہر قوم مین بدعملیان
ہوگا جب پنجاب مین طوفان طاعون جوش زن
قادیان کو اس کے صدمے سے نہ ہوگا کچھ زیان
کیونکہ یہ مسکن ہے اس کے مہدئ موعود کا
اس کی نسبت ہے اوی القریۃ ندائے آسمان
اپنے مہدی کی صداقت کیلئے رب العلا
قادیان کو ٹھیک کر دکھلائیگا دار الامان
چونکہ اہل اللہ کو دنیا نے کبھی جانا نہین
چشمۂ خورشید سے ہین کور چشم شپران
اس لئے اس وقت نا اہلون نے بس جی کھول کر
اس ندائے آسمانی پر اڑائی کھلیان
اہل اخبارات کو اک مشغلہ ہاتھ آ گیا
ناصح مشفق یہ دنیا کو بنایا بدگمان
آج اس پیشین گوئی کی صداقت دیکھئے
کسطرح سے دونون پہلو سے ہوئی جلوہ کنان
ملک مین طاعون کا گھر گھر ہے جھاڑ دھر رہا
قادیان ہے فضل حق سے باہمہ امن و امان
گرچہ دو دو کوس پر اک آگ ہے بھڑکی ہوئی
اک جزیرہ کی طرح پر قادیان ہے درمیان
لاکن اب تک پاک ہے طاعون کی صدماتسے
گویا بٹھلائے گئے ہیں اس کے در پر حاجبان
یا کسی نے کھینچ دی ہے گرد مین روئین فصیل
جسکو ڈھا سکتے نہیں طاعون کے جنگی جوان
آج وہ اخبار اس اقرار سے خاموش ہین
کلمۃ الحق کی اشاعت ہے انہین ازبس گران
آہ دنیا اہل دنیا کا کلیجا کھا گئی
دین کی باتون سے لوگون کو نہین دلچسپیان
پیشگوئیونکی حقیقت پر نہین مطلق نظر
کھا رہے ہین راہ خدا میں ہین سراسر ٹھوکران
سوچتے ہرگز نہیں یہ اس خدا کا کام ہے
قبضۂ قدرت مین جس کی ہے سپہر واختران
وہ ہی اپنے مہدئ صادق سے دیتا ہے پیام
تا کہ اس کا حکم کردے اسکے بندون پر بیان
ورنہ مشت خاک انسان کو کہان یہ دستگاہ
خود بنا کر پیشگوئیان خود ہی کرلے پوریان
عقل انسان بھی گئی ہے لاریب اس تک [illegible]

اس سے بھی انسان نے اکثر کی ہین کارستانیان
لیک علم غیب بالاتر ہے کہنا عقل سے
خواہ افلاطون ہو یا ہو ارسطوئے زمان
بیگمان یہ علم ہے مخصوص پروردگار
بے بتائے اس کے اس سے بیخبر ہین بندگان
حضرت مہدی کی ان اخبار غیب اظہار پر
اب تلک بھی جس کو شک و شبہ ہو خلجان جان
چاہئے اس کو ادای القریۃ کی پیشین گوئی پر
بالمقابل ہو کے کرلے ازسر نو امتحان
وہ بھی دیدے اپنے مسکن کے لئے اک اشتہار
اس کو طاعون سے بچالینے کا بنجاوے ضمان
شتہر کردے کہ میرا شہر بھی بچ جائے گا
پائینگے طاعون سے امن اس شہر کے باشندگان
تین جاڑون تک اگر وہ اس کا مسکن بچگیا
پھر تو وہ مخدوم اور ہم اس کے ادنی چاکران
آزمائش کے سوا ہے شان مومن سے بعید
دوسرے مومن کے حق مین کذبکی بدظنیاں
آزمائش کے لئے سب کو صدائے عام ہے
بالخصوص انکو جو اب تک ہین مخالف بدزبان
اے مخالف صاحبان اب آپ سے ہے التجا
وقت ہے دکھلائیے حضرات اپنی پھرتیان
اپنی عزت کا کرشمہ آپ ہی دکھلائیے
اپنے اہل شہر مین آج آپ ہین پیر مغان
بالمقابل آپ بھی کردیجئے گا مشتہر
اپنے قصبہ کو بچا لینے کی پیشین گوئیان
گر نہ نکلا آپ کی جانب سے ایسا اشتہار
پھر تو دنیا آپ کو سمجھیگی طبل غازیان
آج تک دنیا کو جو کچھ آپ پر ہے اعتبار
صاف اڑ جائے وہ مثل غازۂ روئے بتان
آپکو آگاہ کر دینا ہمارا فرض ہے
اب عمل کرنا نکرنا اختیار حضرتان
جن مسلمانون کو خود اس بات کی طاقت نہین
اور کوئی ملا انہین ہو دے رہا دم بازیان
چاہئے ان کو کہ ملا سے دلاوین اشتہار
گر گریت و لعل شو مفت کھاوے روٹیان
پیر جی کو پیشوا کو شاہ جی کو شیخ کو
اب نہین لازم کہ گھر مین ہی بگھارین شیخیان
اپنے اپنے مسکنونکا جلد دیدیں اشتہار
جسکا قصبہ بچ گیا وہ ہے امام مومنان
یہ کوئی جنگ و جدل کا معرکہ مطلق نہین

صرف اللہ سے دعا کرنا ہے بہر بندگان
ہو گئی جس کی دعا مقبول وہ مقبول ہے
واقعی اس کا مخالف ہے شریک مدعیان
آریو۔ عیسائیون۔ سکھو۔ سناتن دھرمیون
آپ بھی سنتے ہو یاسو یہ انوکھی داستان
آپ بھی اپنے بزرگون سے دلادو اشتہار
جنکو طاعون سے بچا لینے کا ہو تاب و توان
جسکا مسکن طعمۂ طاعون سے بچ جائیگا
اس کا مذہب حق ہے باقی استخوان مردگان
مذہبون کے پرکھنے کو یہ کسوٹی ٹھیک ہے
اس سے خود کھوٹا کھرا ہو جائیگا سب پر عیان
اس کسوٹی پر کھرا نکلا تو مذہب مہر ہے
ورنہ دانا ہو کے کیون باندھو گرہ مین کوڑیان
پاس مذہب مت کرو پاس خدا کام آئیگا
جسکو ہوگا پاس حق حق ہوگا اس کا پاسبان
قادیان کو صدمۂ طاعون سے لینا بچا
سرسری مت سمجھو اس مین ہے عجب راز نہان
اس سے دنیا کو خدا نے اپنا دین بتلادیا
تا رہے باقی نہ روز حشر عذر بہانہ خوان
مہدئ حق کا بھی دنیا کو پتا بتلادیا
تا کہ اس کے فیض سے سیراب ہون تشنہ لبان
نیز روشن کر دیا قرآن کلام اللہ کے
اس کے حکمون کی اطاعت مین ہے راحت جاودان
اسکے کامل متبع سے ہوتا ہے حق ہمکلام
جس سے اعلی تر نہین رتبہ برائے خاکیان
یہ وہ درجہ ہے کہ جس سے انبیاء ممتاز ہین
جن کی کفش پائے پر قربان ہین تاج شہان
یہ وہ درجہ ہے کہ جس سے بندۂ خاکی نژاد
پاتا ہے عز و شرف بر زمرۂ قدوسیان
جنکو یہ رتبہ عطا کرتا ہے ایزد ذو الجلال
ان کی عزت چاہتا ہے برتر از شاہنشہان
انہین کی خاطر خدا نے خلق کو پیدا کیا
انہین کی خاطر بنائے یہ زمین و آسمان
دوستان حق یہی ہین حق تعالے کے عزیز
ان کے دشمن دشمن حق ہین سراپا سفلگان
جب کبھی دنیا نے ان کی کی نہ قدر و منزلت
ہو گیا قہر الہی نازل اہل جہان
آسمانی آفتون نے کر دئے فرش زمین
ایک کی خاطر ہزارون کینہ جو متکبران
از رہ [illegible] کی خاطر ہو گیا طوفان بپا

کر دے غرقاب جس نے سینکڑا گرون کشان
حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی خاطر کر دیا
لشکر فرعونیون کو لقمہ آب روان
لوط کی خاطر کر و ہ اشقیا جھلسا گیا
ابر دریا بار ند یا تراللہ بانے ان گمراہ ان
الغرض ملتا ہے جنکو ہمکلامی کا شرف
ان کی کر دا تا ہے عزت خود خدائے مہربان
چونکہ آج اس رتبہ عالیہ سے ممتاز ہین
حضرت مہدی غلام احمد رئیس قادیان
ان کی خاطر بھی خدا کو ویسی ہی منظور ہے
جیسے منظور نظر تھی خاطر پیغمبران
انہیں کی خاطر یہان حملہ طاعون ہے
جو نشان ہے سزائے طعنہ طعنہ زنان
کم نہین جوش جسکا نوح کے طوفان سے
ہو گئے اب سب غرق و غارت لشکر فرعونیان
فکر سوزان سے بہر خرمن اہل حسد
برق و آتش بار ہے بہر گروہ لوطیان
سنت اللہ میں تفریق روا رکھتا نہیں
ہرچہ سابق بودہ است الحال خواہد شد بہان
حضرت مہدی کی نسبت ہے یہ افواہ قدیم
آپکے ماتحت ہوگا لشکر غارت گران
غیر اہل حق سے دنیا صاف کر دی جائیگی
یان مگر باقی رہینگے مومنین و صالحان
اب سمجھ مین آ گیا یہ مقولہ ٹھیک ہے
پڑا اس پہلو سے جسکے منتظر ہین جاہلان
بلکہ وہ مہدی کا لشکر لشکر طاعون ہے
جس کے کیڑے کر رہے ہین تیاریان
جیسکے اوسکا حملہ کا ہوا ہے یہ اثر
گر گئے ہین دشمنون کے ہاتھ سے تیر و کمان
غیر اہل دنیا کی نسبت جو رکھتے ہین خیال
وہ بھی پورا ہوگا پر دیکھینگے باقی ماندگان
قصہ کوتاہ حضرت مہدی سے جو انکار ہے
ہو رہا ہے وہ وبال جان و مال منکران
اب بھی گر منکر سمجھ جا دین تو کچھ بگڑا نہیں
ورنہ دشمن کالم ہوینگے دشمنان دوستان
ہی وزیر الدین دعا کر سب کیو دکر آنکھیں دیدا
جس سے آ جائے نظر لوگو نکو راہ راستان
حضرت مہدی سے تجھکو ہے دعا کی التجا
کیونکہ سولہ سال سے ہے تو گدای آستان
ہو عزیز الدین محمد احمدی دارین مین
بخت و دولت راحت و عزت مین مشکل ہمسران
تیوسو در میں ہجری سنہ کا ہو واں مستقر
یہ عزیز یہ حضرت مہدی کا مین ہوتا ہو رہا ہوا
یا الٰہی حضرت مہدی کی برکت سے ہے
تیری رحمت شامل احوال جملہ خاندان

مذہبی دنیا

وکیل ہم ہمارے دیرینہ ہمعصر اشاعت السنہ مولوی محمد حسین صاحب ابو سعید بٹالوی کی ایڈیٹری کے حوالی مین پھر نمودار ہو نیوالا ہے اس قدر عرصہ دراز کی غیر حاضری کا لطیف مضمون جو اشاعت السنہ کی کہنہ مشقی کا نتیجہ ہوگا غالباً بے لطفی سے نہ پڑھا جاویگا اگر ایڈیٹر صاحب نے اپنے معمول کے موافق اس کو لکھنا ضروری سمجھا اشاعت السنہ کے ذریعہ ملک اور قوم کی کیا خدمت کیجاویگی اس کیلئے سردست اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ دیدہ باید

دیو سماج خدا سے منکر ہے

لاہور کا پیورٹی سرونٹ جو برہمو سماج کے ایک لیڈر کی ایڈیٹری سے شائع ہوتا ہے دیو سماج (اگنی ہوتری کی جماعت) کو خدا کی ہستی سے منکر بتاتا ہے اور تعجب کرتا ہے کہ دیو سماج کے ممبران نے جشن تاجپوشی پر دعا مانگنے کا کس طرح انتظام کیا جبکہ وہ سمجھتے ہی نہین کہ کوئی طاقت ایسی ہے جو انسانی دعاؤن کو سنتی اور قبول کرتی ہے دیو سماج کا خدا کی ہستی سے منکر ہونا واقعی ایک ایسی خبر ہے جس پر پنجاب کی تعلیم یافتہ سوسائٹی کو ضرور حیرت ہوگی اس امر کے متعلق کہ آیا دیو سماج واقعی خدا سے منکر ہے یا پیورٹی سرونٹ کا بیان نرا بہتان ہے ہمکو کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہین مگر ہان جس امر کو پیورٹی سرونٹ کا برہمو ایڈیٹر پیش کرتا ہے اس پر نظر کرنا ہم ضروری سمجھتے ہین اگر انکار خدا کی یہی صورت ہے جو پیورٹی سرونٹ نے بیان کی ہے تو ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برہمو سماج بھی اس الزام کے نیچے ہے جبکہ وہ یہ مانتی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے کسی کامل اور صادق بندہ سے ہمکلام نہین ہو سکتا تو پھر قبولیت دعا کا پتہ کسطرح لگ سکتا ہے۔ برہمو سماج اس اصول کے ماتحت چل کر خدا پرست نہین کہلا سکتی بجز لفظی اور خیالی اعتراف کے خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان رکھنے والا اور دوسرون کو ایمان دینے والا اس وقت صرف ایک ہی شخص ہے جو دنیا مین میرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے مسیح موعود اور خاتم الخلفاء ہو کر ظاہر ہوا

سوامی ویویکانند مشہور سیاح اور ویدانتی لکچرار نے کلکتہ مین انتقال کیا۔ سوامی ویویکانند نے اپنی طلاقت لسانی سے امریکہ مین کئی انگریز مردون اور عورتون کو اپنا مرید بنا لیا تھا۔ کلکتہ کے ایک کثیر الاشاعت ہندی اخبار مین بارہا ان کے برخلاف مضامین مین شائع ہوا کرتے تھے کہا جاتا تھا کہ وہ بہت فضول خرچ تھے اور ایسے ہوٹلون مین رہا کرتے تھے جہان گائے کا گوشت بڑی بے تکلفی سے استعمال ہوتا ہے۔

تھیاسوفیکل سوسائٹی کے یورپین ممبر آج کل اسلام پر غیر معمولی توجہ مبذول کر رہے ہین مسز اینی بسنٹ کے بعد مسجون کومس ایڈ گار ایم۔ اے ایک امریکن خاتون نے جو سوسائٹی مذکور کی ایک معزز ممبر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف پر ڈیڑھ گھنٹہ تک لیکچر دیا مگر ہمیں تعجب ہے کہ جب

تثلیث اور توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

یہ حضرت مسیح کی زندگی پر ظالمانہ حملہ ہے کہ ان کی طرف اس دروغ بے فروغ کو منسوب کریں کہ اول مسیح ہونے کا دعوی کرتے رہے ایک مدت تک بلکہ صلیبی واقعہ تک بار بار کوچہ و بازار میں یہ سناتے رہے کہ میں بجز اسرائیل کی بھیڑوں اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا اور پھر جب دیکھا کہ یہ بات تو بنتی نہیں اور یہودی مجھے قبول نہیں کرتے اور ان کی نسبت تو اب بکلی امید قطع ہو چکی ہے تو ان تمام باتوں کو فراموش کر کے کہ جو کہا کرتا تھا کہ مجھے دوسری قوموں سے کچھ غرض و واسطہ نہیں یہ شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں بلکہ میں تو تمام قوموں کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اب دیکھو اس تناقض کو جس کی نسبت سمجھ سکتے ہیں کہ اس کا ارتکاب کرانے والی ایک غرض نفسانی تھی حضرت مسیح کی طرف منسوب کرنا کس قدر اس غریب [illegible] ظلم شدید ہے۔

اگر بطور فرض مان لیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسی علیہ السلام کے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نکلا تھا جس میں بظاہر اس قائل شرم تناقض کا وہم گذرتا تھا تو مناسب تھا کہ پاک دل محققین کی طرح ان دونوں قسم کے کلمات میں جو اپنی ظاہری صورت میں ایک نادان کے نزدیک تناقض کا خیال پیدا کرتے تھے اور حضرت مسیح پر اعتراض کا موقع دیتے تھے ایسے معنوں سے تطبیق کر دیتے کہ تناقض باقی نہ رہتا اور یہودیوں کو ہنسنے کا موقع نہ ملتا چنانچہ بات بھی یہی تھی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اول تو صاف صاف کہدیا کہ میں بجز اسرائیل کی بھیڑوں کے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا اور پھر جبکہ وہ یہودی جو یروشلم میں اور اس کے گرد تھے شرارت اور بے باکی سے باز نہ آئے اور حضرت مسیح کو قبول نہ کیا تو پھر حضرت مسیح نے اپنا فرض منصبی پورا کرنے کے لیے اپنے پر یہ حق واجب اور فرض لازم دیکھا کہ ان یہودیوں کی طرف توجہ کریں جو مختلف ملکوں کی طرف جلا وطن ہو کر چلے گئے تھے جیسا کہ بعض یونانیوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور بعض ہندوستان اور کشمیر کی طرف چلے آئے تھے اور بعض افغانستان میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اب دیکھو یہ معنی کیسے صاف اور سیدھے اور قریب قیاس ہیں جن کے ماننے سے نہ تو کوئی تناقض لازم آتا ہے اور نہ مسیح جیسے راستباز نبی کے کلام میں کسی بناوٹ اور جدید منصوبہ کی بدبو آتی ہے اور دل خود مان لیتا ہے کہ جب کہ حضرت مسیح کو معلوم تھا کہ وہ تمام یہودیوں کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے ہیں نہ صرف چند گھروں کے لیے تو یہ انکا کام تھا اور انکو کرنا چاہیے تھا کہ جب کہ یروشلم کے یہودی سرکشی اور شرارت سے پیش آئے تھے اور ان سے امید ہدایت قطع ہو چکی تھی تو وہ تکالیف سیاحت اور سفر اپنے ذمے کر ان یہودیوں کی طرف متوجہ ہوتے جو دور دراز ملکوں میں چلے گئے تھے اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت مسیح یروشلم کے یہودیوں سے نومید ہو کر گمگشتہ یہودیوں کے فرقوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ اپنے پہلے قول اور اقرار کے مخالف اپنے حواریوں کو یہ حکم کیا کہ اب تم غیر قوموں کی طرف جاؤ اور انکو اپنے دین کی دعوت کرو تو یہ ایک دوسرا اعتراض حضرت مسیح پر وارد ہو گا کہ جس حالت میں ابھی دس فرقے یہود کے ان کے وجود سے ہی بے خبر تھے جن تک اپنی دعوت کو پہونچانا مسیح کا اصل فرض تھا تو کیوں اس فرض کو نظر انداز کر کے دوسری قوموں کی طرف توجہ کی۔

غرض یہ بات کسی طرح ٹھیک نہیں ہے کہ حضرت مسیح کی دعوت عام تھی اور جبکہ دعوت عام نہ تھی تو اس سے خدائی کا دعوی بھی بداہتہً باطل ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی کفارہ کا مسئلہ کیونکہ خدا تمام قوموں کا خدا ہے نہ صرف یہودیوں کا اور وہ سب کے لیے نجات کے طریق ظاہر کرتا ہے نہ محض اسرائیل کی اولاد کے لیے پس اگر یہ سچ ہے کہ انسانوں کی نجات بغیر کسی کے سولی ملنے کے غیر ممکن ہے تو اس صورت میں دوسری تمام مخلوقات کی نجات کے لیے کسی دوسرے مسیح کے خون کی اشد ضرورت ہے بلکہ دو مسیحوں کی ضرورت۔ (۱) ایک تو ایسا مسیح چاہیے کہ جس فرض کو حضرت عیسی علیہ السلام ادھورا چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے تھے یعنی یہود کے دوسرے فرقوں تک حکم الہی پہونچانا جو ان کا فرض تھا اس فرض کو وہ پورا کرے اور سیاحت اختیار کر کے جس قدر یہود غیر ملکوں میں آباد ہیں ان کو خدا کا حکم پہونچاوے اور پھر ان کے لیے سولی ملجاوے (۲) دوسرا وہ مسیح چاہیے جو دوسرے تمام انسانوں کے لیے جو یہودی نہیں ہیں صلیب پر اپنی جان دیوے۔

یسوع کی خدائی پر بحث اسکی پیش کردہ معصومیت کے لحاظ سے

اب جبکہ دلائل مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ہرگز یہ دعوی نہیں کیا کہ میری دعوت تمام نوع انسان کے لیے عام ہے بلکہ

دعویٰ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تو دعوت کی رو سے تو حضرت مسیح میں کوئی ایسی خصوصیت پائی گئی جس سے ان کی خدائی کا کچھ خیال پیدا ہو سکے - اب ہمیں یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا معصوم ہونے میں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ہے تا یہ حجت پیش ہو سکے کہ وہی خصوصیت ان کی خدائی پر ایک دلیل ہے

پس واضح ہو کہ اس مقام میں حضرت مسیح کا اپنا ہی قول ایک فیصلہ کرنے والا قول ہے کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ ایک نے آکے مسیح سے کہا اے نیک استاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں - اس نے اسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا دیکھو انجیل متی باب ۱۹ - ۱۷ - آیت مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نیک ہونے سے انکار کیا ہے اور اس کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ مسیح اپنے تئیں گنہگار سمجھتا تھا اور پادری صاحبوں کی طرف سے اکثر یہ جواب ہے کہ چونکہ مسیح جانتا تھا کہ میں خدا ہوں اس لیے اس طرز کی تقریر سے اس کا یہ منشا تھا کہ جو شخص مجھے انسان سمجھتا ہے وہ کیوں مجھے نیک کہتا کیا انسان نیک ہو سکتا ہے مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ جواب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اگر مسیح نے اپنی خدائی کا دعویٰ یہودیوں کے آگے پیش کیا تھا تو ایسا دعویٰ کرنے والا تو ان کے نزدیک کافر اور نہایت برا آدمی اور توریت کی رو سے واجب القتل تھا تو پھر کیونکر ایک یہودی ایسے دعویٰ کو سنکر اسکو نیک کہہ سکتا تھا اور اگر اس یہودی نے خدائی کے دعویٰ کو مان لیا تھا تو پھر ایسی بات کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا کہ تو میری خدائی سے منکر ہو کر پھر مجھے کیوں نیک کہتا ہے یہ بات درحقیقت غیر معقول اور غیر ممکن ہے کہ ایک یہودی شخص نے اپنے کانوں سے سنا ہو کہ حضرت مسیح خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر وہ اُن کو نیک کہہ سکے یہودیوں کا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرنے والا نیک ہو سکتا ہے پس جس یہودی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نیک کہا تھا اس کی نسبت پادری صاحبوں کو بہرحال یہ فرض کرنا پڑے گا کہ وہ حضرت مسیح کی خدائی پر ایمان رکھتا تھا ورنہ وہ کیونکر ان کو نیک کہہ سکتا تھا تو اس صورت میں وہ توجیہ باطل ہو جائے گی جو پادری صاحبان اس آیت میں کرتے ہیں پس کچھ شک نہیں کہ ایسے معنی مذکورہ بالا آیت کے محض بناوٹ سے کیے گئے ہیں مسیح کے الفاظ سے وہ معنی ہرگز ہرگز نہیں نکلتے اور ایسی کھینچ تان سے مسیح کے معصوم بنانے کے لیے کوشش کرنا ہرگز کوئی منصف اور عقلمند پسند نہیں کرے گا -

صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے مذکورہ بالا آیت میں اپنے نیک ہونے سے سادہ اور سہل الفاظ میں انکار کیا ہے اور یہی الفاظ راستبازوں کے محاورہ میں ہمیشہ سے داخل ہیں کہ وہ اپنے تئیں کمزور سمجھکر حقیقی نیکی خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر صرف خدا ہی نیک ہے اور تمام بندے اسی سے قوت پاکر نیک بنتے ہیں نہ کوئی خود بخود - اب کس قدر ظلم اور حق پوشی ہے کہ ایک سیدھے اور صاف اقرار کو جو راستبازوں کی خو اور خلق کے سراسر مناسب حال ہے خدائی کے دعوے کی طرف کھینچا جائے - ظاہر ہے کہ یہی الفاظ قدیم سے راستبازوں کے استعمال میں آتے رہے ہیں اور ہر ایک قوم کے راستبازوں کے منہ سے یہی کلمے نکلے ہیں کہ وہ حقیقی نیکی کا سرچشمہ اپنے مولی کریم کو ٹھیراتے رہے ہیں اور جب انکو نیک کہا جاتا تھا تو وہ انکسار کے طور پر اور اپنی کمزوری کو خیال کرکے یہی جواب دیتے رہے کہ حقیقی نیکی خدا کے لیے مسلم ہے

اب ایسے کلمات کو جو اپنی کمزوری اور خدا کی عظمت کے لیے وضع کیے گئے تھے متکبرانہ رنگ میں لے آنا اور ان سے خدائی کا دعویٰ نکالنا عجیب طرح کا تحکم ہے - کیا ایک پاک کانشنس قبول کر سکتا ہے کہ نیک استاد کہنے سے مسیح کو یہ جوش آیا کہ لوگ مجھے خدا کرکے کیوں نہیں پکارتے حالانکہ آیت کے سیاق سباق سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح نے اس مقام میں اپنی فطرتی سعادت کی وجہ سے انکسار دکھلایا اور اس شخصکو اس بات پر متنبہ کیا کہ حقیقی نیکی کا سرچشمہ خدا ہے اور جو کچھ تو مجھمیں نیکی دیکھتا ہے وہ میری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے یہ ایک معرفت کا سبق تھا جو مسیح نے اسکو دیا نہ یہ کہ شیخی میں آکر نہایت تکبر سے اپنی خدائی کو پیش کیا - خدائی تو جو کچھ تھی وہ روزانہ مصیبتوں اور ناکامیوں سے ظاہر تھی حاجت بیان نہیں پھر اس کے نہ ماننے سے ناراض ہونا اور چڑنا اور غصہ ہونا اخلاق سے بھی بہت بعید تھا اور سراسر بیوجہ تھا ہمیں پادری صاحبان معاف کریں اگر انکو یہ بات تلخ معلوم ہو کہ جس شخص کو حفاظت خود اختیاری کی بھی طاقت نہیں تھی جو خدائی کے ادنیٰ لوازم میں سے ہے - اور یہودیوں نے جو خود کمزور اور ذلیل ہو رہے تھے اسکو پورے اقتدار سے تکلیفیں پہنچائیں اور جو کچھ چاہا اس سے کیا تو کیا ایسے شخصکو عقل سلیم خدائے قادر مطلق کہہ سکتی ہے یا ایک عاجز انسان؟ کیا ہم خدا کی طرف یہ ذلتیں منسوب کر سکتے ہیں کہ وہ چند کمزور انسانوں کے ہاتھ سے پکڑا گیا اور حوالات میں

کیا گیا اور ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں اُس کا چالان ہوا اور سپاہیوں کے ہاتھ سے اس طمانچے کھائے اور ساری رات کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اور کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ جو شخص خود خدا تھا اُسکو بھی دعا کی حاجت تھی ؟ -

(مسیح کی عملی زندگی پر بعض اعتراضات)

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جیسا کہ پادری صاحبان سمجھتے ہیں معصوم ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے گناہ گار ہونے کے معنے نکلے جاتے ہیں تو پھر حضرت مسیح کے اس اقرار سے کہ مجھے نیک مت کہو بوجہ اولیٰ گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ مسیح کی عملی حالتیں انھی معنوں پر روشنی ڈالکر حق الیقین تک انکو پہنچاتی ہیں کیونکہ اول تو مسیح نے یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا اصطباغ پایا جسمیں اعتراف گناہ کا ہے پس اصطباغ کیا لیا گویا گنہگار ہونے پر مہر لگا دی مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ہاتھ پر توبہ نہیں کی۔ یہ بات ایک بڑے غور کے لائق ہے کہ اگر مسیح معصوم تھا تو اسے توبہ کی کیا ضرورت تھی دوسرے کی خدمت میں ایک ذلت کے ساتھ حاضر ہونا اور گناہ کا اقرار کرنا بجز اس صورت کے کب ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے دل میں محسوس کرتا ہو کہ میں گنہ گار ہوں اور دوسرے یہ کہ مسیح پر اور اُس کی والدہ پر دشمنوں نے جو یہودی ہیں وہ سخت سخت الزام لگائے ہیں جن کے لکھنے سے بھی ہاتھ کانپتا ہے بلکہ بعض الزام تو ایسے ہیں کہ مسیح نے اپنے ذمہ خود ان کو قبول کر لیا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ انجیلوں میں حواریوں نے اپر گواہی دیدی ہے اور عیسائی ورخون نے ان کو مان لیا ہے اور یہودیوں کی کتابوں اور تاریخوں کے دیکھنے سے جو اعتراضات ہم پر ہیں مسیح کی عصمت کی نسبت اسقدر دقتیں اور مشکلات پیش آگئی ہیں کہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کاش پادری صاحبان خدا کے پاک نبیوں کی نکتہ چینی نہ کرتے اور توہین اور تحقیر اور عیب گیری نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا دل نہ دکھاتے تا مسلمان بھی یہودیوں کی کتابوں کی مدد سے اور خود انجیلوں میں سے بھی حضرت مسیح کے عیبوں کی تفتیش نہ کرتے یہ گناہ درحقیقت پادری صاحبوں کی گردن پر ہے کہ وہ تمام مقدس اور راستباز نبیوں کی عیب گیری پر کمربستہ ہو گئے اور طرح طرح کی بیجا تاویلوں بلکہ افتراؤں سے چاہا کہ خواہ نخواہ خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو گنہگار ٹھہرا دیں اس لیے خدا نے حضرت مسیح کو بھی نکتہ چینیوں سے محفوظ نہ رکھا یہ مقولہ نہایت سچ ہے بلکہ پادری صاحبوں کے حق میں یہ پیشگوئی ہے کہ عیب مت لگاؤ تا تمہیں بھی عیب لگایا جائے۔ اور یاد رہے کہ یہ طریق نبیوں کی عیب گیری اور نکتہ چینی کا درحقیقت اُنیسویں صدی عیسوی کے پادریوں کو اس کا موجد کہنا چاہیے مگر انھوں نے اچھا نہیں کیا کہ اس طریق پر حد سے زیادہ زور دیا اور مسلمانوں کے دلوں کو حد سے زیادہ آزار پہونچایا۔ ہم سمجھ نہیں سکتے کہ وہ کونسی عصمت اور پاکدامنی حضرت مسیح میں ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود نہیں مسیح کی سرگذشت میں گنہ کا اقرار بھی موجود ہے گنہگاروں کی طرح توبہ بھی موجود ہے اور گنہگاروں والے افعال بھی موجود ہیں۔ اور اگر دشمن کی نکتہ چینی اور عیب گیری سے کوئی نبی خدا کا مجرم بن سکتا ہے تو جیسا کہ یہودیوں کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے ایسی نکتہ چینیوں کے انبار در انبار حضرت مسیح کی زندگی میں بھی موجود ہیں۔

(شراب اور مسیح کا اس کو استعمال کرنا)

مثلاً ایک شراب کو ہی دیکھو جو ام الخبائث ہے جس سے طرح طرح کے نفسانی جوش پیدا ہو کر کبھی انسان مرتکب فسق و فجور کا ہوتا ہے اور کبھی خونریزی کا ارتکاب کرتا ہے اور بلاشبہ یہ تمام گناہوں کی ماں ہے مگر نہ صرف یہودیوں کے اعتراضات سے بلکہ انجیل سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح تمام عمر اسکے مرتکب رہے اسیوجہ سے عیسائیوں کی عشاء ربانی کی بھی یہ ایک جزو ہے اور انجیل میں حضرت مسیح اقرار کرتے ہیں کہ یوحنا شراب نہیں پیتا تھا مگر اپنی نسبت مبالغہ سے کھاؤ پیو کا لفظ استعمال کیا ہے غرض اس میں کسی کو بھی کلام نہیں کہ یسوع مسیح شراب پیا کرتا تھا۔ چنانچہ پرچہ اخبار ایپی فنی ۲۷ اپریل ۱۹۰۲ء میں بھی جو ایک مشہور پادریوں کا پرچہ انگریزی زبان میں کلکتہ سے نکلتا ہے یہ عبارت ہے " مسیح گوشت بھی کھاتا تھا اور شراب بھی پیتا تھا اور کتاب دانی ایل باب اول میں شراب کو ناپاک قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ دانی ایل اسکو ناپاک سمجھتا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ شراب ایسی خبیث چیز ہے کہ اس کا پلید ہونا اس بات کا محتاج نہیں کہ توریت یا انجیل یا کسی دوسرے صحیفہ میں اسکو پلید اور ناپاک لکھا ہو بلکہ اگر فرض کے طور پر کسی کتاب نے شراب کی تعریف کی ہو تو شراب اس سے قابل تعریف نہیں ٹھہرے گی ہاں اُس کتاب پر اعتراض آئے گا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے جس چیز کے عیب اور مضرتیں بتجارب ہم پر کھل گئے ہوں انمیں ہم کتاب کی شہادت کے محتاج نہیں ہیں ہزاروں قسم کی زہریں اور خبیث چیزیں دنیا میں موجود ہیں جنکی مضرتیں تجربہ نے ہمپر کھولدی ہیں پس ضرور نہیں کہ ہم اُن چیزوں کو خبیث ٹھیرانے کے لیے آسمانی کتابوں کی ورق گردانی کریں ان سب میں سے اول درجہ پر شراب ہے دنیا میں ہزاروں شہادتیں اس کی مضرت اور خباثت پر موجود ہیں اُن سب کا لکھنا موجب تطویل ہے اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ عیسائیوں میں سے فقط ایک نامی انسان کی شہادت شراب کے بارہ میں بیان کی جائے چنانچہ ہم ذیل میں اس شہادت کے لیے جناب وائسرائے لارڈ کرزن کی سپیچ تحریر کرتے ہیں اور یہ وہ تقریر ہے جو وائسرائے ممدوح نے بمقام شملہ، لکھو ۱۹۰۱ء کو فوجی ٹمپرنس سوسائٹی کے جلسہ پر بیان فرمائی تھی چونکہ اس سپیچ کا پڑھنا ناظرین کے لیے دلچسپی سے خالی نہیں اسلیے ہم اسکو بجنسہ نقل کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے

اُب میں اس انجمن کی کارروائی اور اس کی ضرورت

پر گفتگو کرتا ہوں۔ فوج برطانیہ کے اعتدال یا غیر اعتدال کے جس پہلو کو دیکھو اس نے چند در چند تغیرات کی کئی منزلیں طے کی ہیں۔ ہمیں اُن سپاہیوں کے واقعات یاد ہیں جنکو ساتھ لیکر ڈیوک آف ولنگٹن نے بہت سے میدان مارے تھے اُن میں چنداں اعتدال یا پرہیزگاری نہ تھی۔ وہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے بھرتی کیے جاتے تھے اور ان ایام میں یہ عجیب وہم پھیلا ہوا تھا کہ سب سے زیادہ شرابی سب سے عمدہ لڑنے والا ہوتا ہے اگرچہ بعد کے تمام تجارب نے اس امر کو غلط قرار دیا ہے ڈیوک آف ولنگٹن نے کئی بار اس بات کو بیان کیا تھا اور وہ اپنے سپاہیوں کی بہادری کی عزت کو ان کی بدیوں کی نفرت کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیان کرتا تھا۔ لیکن وہ زمانہ اب گیا اور موجودہ زمانہ میں کوئی کمان افسر ایسا نہ ملے گا جو یہ نہ کہے کہ بہت شراب پینے والا سپاہی ... اخلاقی طور پر موجب ذلت اور جنگی موقع پر خطرناک ہے (نعرہ خوشی) وہ لارڈ رابرٹ کی رپورٹ جنوبی افریقہ کی جنگ میں سپاہیوں کے متعلق پڑھو وہاں انھیں مجبوراً بھی خوشی سے بھی شراب سے پرہیز رکھنا پڑا چونکہ شراب ملتی ہی نہ تھی اور باوجود اس کے انھوں نے مردانہ اور شریفانہ کارروائیاں کیں بلکہ ان کی واپسی پر لارڈ رابرٹ نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ جس اعلیٰ درجہ کے مرد یہ میدان میں تھے اب ویسے نہ رہیں گے کیونکہ وطن میں شراب پینے کے لیے بہت سی ترغیب انھیں مجبور کرتی تھی۔ پس اب ہم ایک ایسے زمانہ میں آگئے ہیں جس میں ہر ایک شخص اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ پرہیز رکھنے والا سپاہی شرابی سے بہتر ہے اور اوسط درجہ کا شرابی سخت شرابی سے بہتر ہے اور ... بالکل نہ پینے والا سب سے بہتر ہے۔ (نعرہ خوشی) اس امر سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن صاحبان ہمیں یہاں نہیں رک جانا چاہیے۔ یہاں تک تو صرف لفظی باتیں ہیں اب ان کو حقیقی واقعات پر لگانا چاہیے افلاطون کے امثال کو پڑھ کر خوش ہو لینا اور اتنے ہی میں سمجھ لینا کہ ہم اپنا کام کر چکے کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر صرف تقریر کرنا کہ اب ہماری فوج جنگ بلکلاوہ یا جنگ واٹرلو کے ایام سے بہتر ہے اور اسی کو اپنے مقصد کا انجام سمجھ لینا کچھ مفید نہ ہوگا۔ نہ جرنیلوں کے اور نہ کسی اور مقام کے سپاہیوں کے لیے یہ بات مفید ثابت ہوگی کہ ان عمدہ خیالات پر خوشی کے نعرے مارے جائیں اور بعد میں ان ساری تقریروں کو نہایت فیاضی کے ساتھ رجمنٹ کے شراب خانہ کے خم میں ڈبو دیا جاوے (نعرہ خوشی)

پس ہمیں واقعات کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور صرف خیالات کے ساتھ یا نقشوں کے ساتھ اپنے آپکو دھوکا نہ دینا چاہیے کیونکہ اگر کوئی بات خیالات سے بڑھ کر غلط ہو سکتی ہے تو وہ نقشوں کے ہندسے ہیں۔ پس میں صرف اتنے پر کہ گذشتہ تاریخ کی نسبت اب بہتر حالت ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب سب کچھ درست ہے اور نہ میں مجرموں اور اردلیوں کے کمروں کے نقشہ جات کا کچھ حوالہ دینا چاہتا ہوں تا کہ ایسا نہ ہو کہ صرف نقشوں کو دیکھ کر میں خوش ہو جاؤں اور سمجھ لوں کہ ہم نے لڑائی جیت لی ہے مجرموں کے نقشے نہ تو کافی معیار ہو سکتے ہیں اور نہ وہ غلطیوں سے خالی ہیں اور وہ کمان افسر بے وقوف ہوگا جو صرف نقشوں کی صفائی پر بھروسا کر کے یہ کہہ دے کہ اب شراب بہت نہیں پی جاتی ہمیں تسلیم کرنا چاہیے اس انجمن کو بھی چاہیے کہ اس بات کو تسلیم کرے کہ اگرچہ شراب کے سبب سے جرم اب کم ہوتا ہے تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بہت زیادہ ہے اور اگرچہ شرابی اور بدانتظام تھوڑے ہیں تاہم چاہیے کہ اور بھی تھوڑے ہوں اور کہ اب بھی رجمنٹوں میں ایک بڑی تعداد ایسے آدمیوں کی موجود ہے جو کہ عادتاً سخت شرابی ہیں اگرچہ ان سے کوئی جرم صادر نہ ہوا ہو اور اگرچہ وہ حد سے باہر نہ ہو گئے ہوں تاہم وہ حد پر پہنچ چکے ہیں۔ اگلے دن مجھے ایک انگریزی فوج کا نقشہ دکھایا گیا جس میں یہ لکھا تھا کہ صرف ایک رجمنٹ میں ایک مہینہ کے اندر (....) ... شراب پی گئی ہے اور اس بیماروں اور نہ پینے والوں کے مقابل ۴۰۰ آدمی ہیں۔ اس سے یہ اوسط نکلی کہ ہر ایک آدمی ہر روز قریباً تین سیر شراب پیتا ہے اور اگر ان میں بعض آدمی تھوڑا پینے والے ہوں گے تو پھر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بہت پینے والے کس کثرت سے پیتے ہوں گے۔ اس انجمن کو چاہیے کہ ایسے آدمیوں کو اپنے میں ملائے۔ ہمیں صرف یہی نہیں چاہیے کہ جرم کے روکنے کی خاطر سخت شراب خوری کو بند کر دیں بلکہ ہمارا یہ منشا ہے کہ ایسی شراب خوری کو بھی روکا جائے جس سے جسمانی اور اخلاقی قویٰ کو نقصان پہنچتا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ اگر ہر ایک کمان افسر کو یہ کہا جائے کہ تمہاری حکومت تمہاری رجمنٹ کی پرہیزگاری سے جانچی جائیگی اور شراب خانہ کی رونق ایک خراب کرنیل کی نشانی ہوگی تو اس سے بہت فائدہ ہوگا اور میں یہ تجویز کمانڈر انچیف کے آگے باادب پیش کرتا ہوں۔

اب صرف ایک اور امر باقی ہے جس کی طرف میں اس انجمن کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ ایک زیادہ وسیع خیالات کی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب کو برٹش تاج کے نائب یعنی وائسرائے ہند سے لے کر ایک معمولی سپاہی تک ... کس طرح اپنا رویہ رکھنا چاہیے ہم سب کو چاہیے کہ اپنے وطن کی خاطر ایک نمونہ قائم کریں جو آدمی نیک نمونہ قائم کرتا ہے وہ اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ لیکن شرابی کیا نمونہ قائم کرے اور کونسا نمونہ وہ قائم کر سکتا ہے وہ جب شراب کی عادت کو پاؤں کے نیچے کچل ڈالنے کی بجائے اُس کے آگے گر جاتا ہے۔ وہ کیا نمونہ قائم کرے گا۔ اس موقع پر یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ دیسی سپاہی بھی شراب پیتے ہیں کیونکہ ایک کا گناہ کرنا دوسرے کے واسطے موجب معذرت نہیں ٹھہر سکتا۔

اب اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ عیسائی قوم میں شراب نے بڑی بڑی خرابیاں پیدا کی ہیں اور بڑی بڑی مجرمانہ حرکات ظہور میں آئی ہیں لیکن ان تمام گناہوں کا منبع اور نیز مسیح کی تعلیم اور اسکے اپنے حالات ہیں۔ باقی آئندہ